راہِ سنت پر چلا جا تو اے سالک بے دھڑک
جنت الفردوس کو جاتی ہے سیدھی یہ سڑک

www.KitaboSunnat.com

راہِ سنت

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾

"اور بے شک میری یہی راہ سیدھی ہے، اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو"

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
ہمارا رسول جو تمہیں دے، لو

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
اور جس سے روکے، رکو

مرتبہ:
ابو السلام محمد صدیق

ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

راہِ سنت پر چلا جا تو اے سالک بے دھڑک
جنت الفردوس کو جاتی ہے سیدھی یہ سڑک

راہِ سنت

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

"اور بے شک یہ میری سیدھی راہ ہے، اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو"

وَ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
ہمارا رسول جو تمہیں دے، لو

وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
اور جس سے روکے، رکو

مرتبہ:
ابو السلام محمد صدیقؒ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ احیاء السنہ النبویہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

تعداد	1100
طباعت	اعلیٰ
قیمت	
تاریخ	اکتوبر 2003ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

۱	مسلک اہل حدیث	۴
۲	نقشہ ولادت و وفات آئمہ اربعہ و ابتداء تقلید شخصی	۱۰
۳	اہل حدیث جماعت کی صداقت پر شہادتیں	۱۳
۴	فاتحہ خلف الامام	۳۰
۵	حنفیہ کے دلائل اور ان کے جوابات در فاتحہ خلف الامام	۳۱
۶	بزرگان دین کا منصفانہ فیصلہ در فاتحہ خلف الامام	۴۷
۷	عبرت ناک منظر	۵۲
۸	اصول فقہ کی مخالفت	۵۳
۹	قیاسی اعتراضات اور ان کے جوابات	۶۰
۱۰	رفع الیدین	۶۴
۱۱	مسلک آئمہ اربعہ در رفع الیدین	۷۱
۱۲	عدم رفع الیدین کے دلائل اور ان کا تجزیہ	۷۴
۱۳	آمین بالجہر	۸۱
۱۴	سری آمین کے دلائل اور ان کے جوابات	۸۲
۱۵	سینہ پر ہاتھ باندھنا	۹۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶	زیر ناف ہاتھ باندھنے کے دلائل اور تبصرہ	۹۳
۱۷	قیام رمضان	۹۷
۱۸	اعلان	۱۰۵
۱۹	نماز وتر اور پڑھنے کا طریقہ	۱۱۲
۲۰	ترجیع اذان	۱۱۷
۲۱	فجر کی دو سنت	۱۲۳
۲۲	اذان سے پہلے درود پڑھنا	۱۳۰
۲۳	اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتوی	۱۳۰
۲۴	انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر ملنا	۱۳۱
۲۵	نماز اور روزہ کی نیت کو الفاظ سے ادا کرنا	۱۳۵
۲۶	وضو میں مختلف ادعیہ کا پڑھنا	۱۴۴
۲۷	الٹے ہاتھوں سے گردن کا مسح کرنا	۱۴۸
۲۸	قبر پر اذان	۱۵۱
۲۹	ایک مجلس کی تین طلاق	۱۵۲
۳۰	نکاح شغار (بٹہ)	۱۶۴
۳۱	مروجہ عید میلاد النبی ﷺ	۱۶۹
۳۲	امام غزالی اور حنفیہ کی نماز	۱۷۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

﴿ راہ سنت ﴾

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں اس اقرار کے بعد کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ اللہ کی عبادت کرنے میں اس کے رسول کی اطاعت نہ کی جائے۔ کیونکہ رسول جو کہتا اور کرتا ہے وہ اس کی اپنی مرضی نہیں ہوتی، بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو اللہ اس پر نازل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کی اطاعت اور رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جو عبادت رسول کی اطاعت میں رہ کر کی جائے وہ اللہ کو پسند ہے اور جو عبادت اس کی اطاعت سے باہر ہو کر کی جائے وہ اللہ کو پسند نہیں ہے رسول اللہؐ نے فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

﴿جو شخص امر دین میں اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا کرے وہ مردود ہے﴾

(مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۲۷)

ان حالات میں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ عبادت کے ادا کرنے میں رسولؐ کی تعلیم اور اس کی ہدایت کو پیش نظر رکھے اور اس سے کسی بھی وقت غافل نہ ہو اور آپ کی طرف سے جس چیز کے کرنے کا حکم ہو اسے بلا تامل بجا لائے اور جس بات سے نہی صادر ہو اس سے رک جائے۔ یہی وہ بات ہے جس کا مطالبہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بندوں سے کرتا ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

﴿ہمارا رسول ﷺ جو تمہیں دے دے لے لو اور جس سے روک دے رک جاؤ﴾ (سورۃ الحشر آیت ۳۱)

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو ان الفاظ کے ساتھ اعلان کا حکم دیا ہے

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط

﴿اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمھارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے﴾ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

عزیز بھائیو! اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہماری عبادت قبولیت کا شرف حاصل کرے اور اگر یہ سچی خواہش ہے کہ اللہ ہم سے محبت کرے اور گناہوں کو معاف کرکے ہمیں جنت عطا فرمائے۔ تو پھر ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولؐ کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد بلکہ تمام دنیا سے عزیز تر جانیں اور عبادت کا جو طریقہ آپ ﷺ نے بیان کیا ہے اس کو تلاش کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں اور اس کو اختیار کرنے میں پوری جدوجہد کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴾یاد رکھو﴿

اگر ہم نے سنت کے اس راستہ سے سر مو بھی انحراف کیا تو ہمارا کیا ہوا اقرار اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے ایک بے حقیقت نشان ہوگا

﴾ابو السلام محمد صدیقؒ بن عبد العزیزؒ﴿

رئیس جامعہ علمیہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

﴿ہمارا رسول ﷺ جو تمہیں دے دے لے لو اور جس سے روک دے رک جاؤ﴾ (سورۃ الحشر آیت ۳۱)

﴿مسلک اہلحدیث﴾

ویسے تو ملت اسلامیہ کا ہر فرقہ مدعی صداقت ہے۔ لیکن اپنے دعویٰ میں وہی جماعت صادق ہو سکتی ہے۔ جو معیار صداقت پر پوری اترے ورنہ اس کا دعویٰ بلا دلیل کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

﴿معیار صداقت﴾

صداقت کا معیار کون سا ہے۔ اس کی تشریح خود رسول کریم ﷺ نے کی ہے کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ (مشکوٰۃ)

﴿جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ؓ ہیں وہ ہی جماعت ہے﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معیار صداقت آنحضرت ﷺ اور صحابہ ؓ کا طریق کار ہے اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہ ؓ کا طریق آپ ﷺ کے طریق سے جدا نہ تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ وہی ہے۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو چھوڑا۔ جس کی وضاحت اس حدیث میں ہے۔

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهِ۔ (مؤطا امام مالک ص)

﴿میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک ان دو پر عمل کرتے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت﴾

اب غور طلب امر یہ ہے کہ جب صحابہؓ کا طریق کتاب وسنت ہے جو بعینہ **مَا اَنَا عَلَيْهِ** ہے تو پھر معیار صداقت **مَا اَنَا عَلَيْهِ** ہی کافی تھا اس کے بعد **وَاَصْحَابِیْ** بڑھا کر صحابہؓ کو معیار صداقت قرار دینے میں کیا حکمت؟ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کی وہی صورت صحیح ہے۔ جو صحابہؓ کے موافق ہو۔ اور جو صورت صحابہؓ کے خلاف ہو اس میں صداقت نہیں

﴿مخالفت صحابہؓ کی ایک صورت﴾

صحابہ کرامؓ کی مخالفت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص کو معین کر کے اس کی ماتحتی میں کتاب وسنت کو سمجھا جائے حالانکہ صحابہ کرامؓ نے حصول احکام شریعت میں کسی شخصیت معینہ کا التزام نہیں کیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جب سوال ہوا کہ آپ علوی ہیں۔ یا عثمانی تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوی ہوں اور نہ عثمانی۔

بَلْ اَنَا عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ. (احکام فی اصول الاحکام لابن حزم ص ۵۷۴)

﴿بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کار پر ہوں﴾

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعینؒ اور آئمہ دینؒ کا بھی یہی مسلک تھا۔ شاہ ولی اللہؒ اور صحابہؓ اور تابعینؒ کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

﴿مسلک صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ﴾

وَقَدْ صَحَّ اِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ کُلِّھِمْ اَوَّلِھِمْ عَنْ اٰخِرِھِمْ عَلَی الْاِمْتِنَاعِ وَالْمَنْعِ مِنْ اَنْ یَّقْصُدَ اَحَدٌ اِلٰی قَوْلِ اِنْسَانٍ مِنْھُمْ اَوْ مِمَّنْ قَبْلَھُمْ فَیَاْخُذَہٗ کُلَّہٗ۔

﴿تمام صحابہؓ کا اجماع ہے کہ پیغمبر ﷺ کے علاوہ موجودہ یا گذشتہ میں سے کسی کے تمام اقوال پر عمل کرنے سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو روک دیا جائے یہی دستور آئمہ اربعہؒ کا تھا﴾ (عقد الجید مترجم ص ۳۴)

﴿مسلک امام ابوحنیفہؒ﴾

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ

﴿میرا مذہب صحیح حدیث ہے﴾ (شامی ص ۱۵۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؒ مزید فرماتے ہیں:

لَا یَنْبَغِیْ لِمَنْ لَمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُفْتِیَ بِکَلَامِیْ

﴿کسی شخص کو لائق نہیں کہ بغیر دلیل (قرآن وحدیث اوراجماع) معلوم کرنے کے میرے کلام پر فتویٰ دے﴾ (عقد الجید ص ۵۳)

بلکہ آپؒ نے یہاں تک فرمایا:

اِذَا کَانَ قَوْلُ الصَّحَابَةِ یُخَالِفُه' قَالَ اتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ۔

﴿اگر میرا کوئی قول صحابہؓ کے قول کے خلاف ہو تو میرے قول کو چھوڑ کر ان کے قول پر عمل کیا جائے﴾ (عقد الجید، ص ۵۳)

﴿مسلک امام مالکؒ﴾

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِیٌ وَ اُصِیْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ رَائِیْ وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَکُلَّمَا لَمْ یُوَافِقِ الْکِتَابَ وَ السُّنَّةَ فَاتْرُکُوْهُ۔

﴿میں انسان ہوں میرے فتویٰ میں خطا اور صواب کا احتمال ہے۔ اگر کتاب و سنت کے مطابق ہو، عمل کرو ورنہ چھوڑ دو﴾ (الانقاظ، ص ۱۰۲)

مزید ارشاد ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا هُوَ مَاخُوْذٌ مِنْ كَلَامِهِ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الیواقیت ج نمبر ا ص ۹۶)

﴿رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر ایک کا فتویٰ ردو قبولیت کی صلاحیت رکھتا ہے﴾

﴿مسلک امام شافعیؒ﴾

امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِلَافَ قَوْلِيْ فَمَا يَصِحُّ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى فَلَا تُقَلِّدُوْنِيْ.

﴿جب میں کوئی فتویٰ دوں اور حدیث رسول ﷺ اس کے خلاف ہو تو میرے فتویٰ کو چھوڑ کر حدیث صحیح پر عمل ہو اور میری تقلید نہ کرو﴾ (عقد الجید، ص ۴۵، مترجم)

﴿مسلک امام احمدؒ﴾

امام احمدؒ فرماتے ہیں:

لَا تُقَلِّدُوْنِيْ وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَلَا الْاَوْزَاعِيَ وَلَا النَّخْعِيَّ وَلَا غَيْرَهُمْ وَخُذِ الْاَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿نہ میری تقلید کرو اور نہ امام مالکؒ، اوزاعیؒ، نخعیؒ اور نہ کسی اور کی بلکہ قرآن اور حدیث سے احکام لو﴾

﴿مسلک شاہ عبدالقادر جیلانیؒ﴾

شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اِجْعَلِ الْكِتَابَ وَ السُّنَّةَ اِمَامَكَ وَ انْظُرْ فِيْهِمَا بِتَأَمُّلٍ وَ تَدَبُّرٍ وَ لَا تَغْتَرَّ بِالْقَالِ وَ الْقِيْلِ وَ الْهَوَسِ۔

﴿قرآن اور حدیث کو اپنا امام بناؤ۔ انہی میں غور و فکر کرو۔ کسی کے خیال اور رائے پر مغرور نہ ہونا چاہیے﴾ (فتوح الغیب مقالہ، ص۳۶)

﴿مسلک جماعت اہل حدیث﴾

اہل حدیث جماعت کا مسلک کتاب وسنت ہے۔ ان پر عمل کرنے کے لیے اس جماعت نے صحابہ کرامؓ و تابعینؒ عظام و بزرگانؒ دین کی روش اور طریق کار کو اختیار کیا ہے۔ التزام اور تقلید شخصی میں کتاب وسنت پر پورے طور پر عمل نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ کے بعد ہر شخص کے اقوال میں خطا وصواب کا احتمال ہے۔

نوٹ:

نقشہ ولادت ووفات آئمہ اربعہ کا دوسرے صفحہ ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ ولادت ووفات آئمہ اربعہؒ

نام فرقہ	امام کا نام	ولادت	وفات
حنفی	ابوحنیفہؒ نعمان بن ثابتؒ	۸۰ھ کوفہ	۱۵۰ھ
مالکی	ابوعبداللہؒ مالک بن انسؒ	۹۵ھ مدینہ	۱۷۹ھ مدینہ
شافعی	ابوعبداللہؒ محمد بن ادریسؒ	۱۵۰ھ غزہ علاقہ فلسطین	۲۰۴ھ مصر
حنبلی	ابوعبداللہؒ احمد بن محمد بن حنبلؒ	۱۶۴ھ بغداد	۲۴۱ھ بغداد

آئمہ اربعہؒ کی تاریخ ولادت اور تاریخ پیدائش بیان کردی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہلی صدی ہجری میں مقلدین حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کا سرے سے وجود ہی نہیں تھا۔

ابتداء تقلید شخصی

تقلید شخصی کا رواج خیر قرون میں بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ خیر قرون کا زمانہ ۲۲۰ھ تک ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

نبوت کا زمانہ نبوت کا زمانہ ۱۱ھ تک ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۱ھ میں انتقال فرمایا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرامؓ کا زمانہ صحابہ کرامؓ کا زمانہ ۱۱۰ھ تک ہے آخری صحابی حضرت ابوالطفیلؓ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

تابعینؒ کا زمانہ تابعین کا زمانہ ۱۸۰ھ تک ہے۔

اتباع تابعینؒ کا زمانہ اتباع تابعین کا زمانہ ۲۲۰ھ تک ہے۔

(فتح الباری جلد ۱۴، ص ۳۵۳)

خیر قرون کے ان زمانوں میں تقلید شخصی کا نام و نشان نہیں تھا بلکہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث ہند تو لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا قَبْلَ الْمِأۃِ الرَّابِعَۃِ غَیْرَ مُجْتَمِعِیْنَ عَلَی التَّقْلِیْدِ الْخَالِصِ لِمَذْھَبٍ وَاحِدٍ

﴿چوتھی صدی سے پیشتر لوگ تقلید شخصی پر جمع نہ تھے﴾ (حجۃ اللہ البالغہ مترجم ج نمبر ۱، ص ۳۰۱)

﴿اہل حدیث﴾

مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہو چکا ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ و دیگر تمام بزرگانؒ دین عامل بالحدیث تھے۔ لہٰذا نسبت حدیث کا نمایاں طور پر ظہور نہ ہوا۔ لیکن جب اسلام میں چوتھی صدی کے بعد فرقہ بندی شروع ہوئی۔ اور لوگوں نے اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ بزرگوں کا انتخاب کر کے ان کے تمام اقوال و اجتہادات کو حجت اور قابل عمل قرار دے کر اپنے آپ کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کیا اس وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قابل عمل قرار دے کر اپنے آپ کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کیا اس وقت اس جماعت نے ان کے مقابلہ میں اتباع حدیث کی تبلیغ کی۔ اسی سبب سے ان کی نسبت حدیث کی طرف ہوئی اور یہ جماعت اہل حدیث کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئی۔

﴿اہل سنت والجماعت اہلحدیث ہیں﴾

شاہ عبدالقادر جیلانیؒ اہلحدیث جماعت کے ساتھ دیگر جماعتوں کے طعن و تشنیع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

كُلُّ ذٰلِكَ عَصَبَةٌ" وَغِيَاظٌ" لِاَهْلِ السُّنَّةِ وَلَا اِسْمَ اِلَّا اَسْمٌ" وَاحِدٌ" وَهُوَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔

﴿کہ یہ طعن و تشنیع تعصب وغیرہ کی بنا پر ہے۔ ورنہ اہل سنت کا نام سوائے اہلحدیث کے اور کوئی نہیں﴾ (غنیۃ الطالبین ص ۲۹۷)

﴿اہل حدیث جماعت کا امام﴾

قرآن مجید سورۃ بنی اسرائیل میں ہے:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ہر جماعت کو ان کے امام کے نام پر بلائیں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں سلف سے منقول ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَذَا اَكْبَرُ شَرَفٍ لِاَصْحَابِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ اِمَامَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (تفسیر ابن کثیر ج نمبر ۳، ص ۵۲)

﴿کہ جماعت اہلحدیث کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کو قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کے نام پر بلایا جائے گا کیونکہ ان کے امام رسول اللہ ﷺ ہیں﴾

﴿اہل حدیث جماعت کی صداقت پر شہادتیں﴾

☆☆ ہادیء اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ☆☆

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ" قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ۔ (بخاری و مسلم ج ص)

﴿میری امت میں سے ایک جماعت اللہ کے دین پر ہر زمانہ میں قائم رہے گی اس کی مدد نہ کرنے والا کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا﴾

آپ ﷺ کی اس شہادت سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ اس جماعت کا وجود ہر زمانہ میں قیامت تک رہے گا۔

۲۔ یہی جماعت حق اور دین اللہ پر قائم رہے گی۔

۳۔ مخالفت کے ضرر سے محفوظ رہے گی۔

لازمی طور پر آپ کی یہ شہادت صحابہ کرامؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ کے لئے تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طرز عمل کو اختیار کیا ہے۔ اور وہ جماعت اہل حدیث کی جماعت ہے جو ان کے نقش قدم پر ہیں۔ جس کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے تقلید شخصی کا رواج زمانہ خیر قرون کے بعد ہوا ہے۔ اس لئے آپ کی شہادت کے مقلدین حقدار نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کا وجود شروع زمانہ میں نہیں تھا۔

حضرت علی بن مدینیؒ کی شہادت

علی بن مدینیؒ کا تعارف آپ کا نام علی ہے ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد اور حمادؒ بن زید ہشیمؒ ابن عیینہؒ وغیرہم اجلہ محدثین سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کی ثقاہت وجلالت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ امام بخاریؒ ابوداؤدؒ ابویعلیؒ بغویؒ وغیرہم ائمہ حدیث نے آپ سے روائتیں بیان کی ہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ علی ابن المدینی احادیث رسول ﷺ کے سب سے زیادہ عالم ہیں۔ امام نسائی کا بیان ہے کہ علی بن المدینیؒ کے علمی تجربہ کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ وہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ علیؒ ابن المدینی کے مقابلہ میں میں اپنے آپ کہ چھوٹا پاتا ہوں

آپ کی شہادت آپ فرماتے ہیں:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ حدیث کی تفسیر کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ" مِنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے علی بن المدینی فرماتے ہیں هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ

﴿کہ اس طائفہ سے مراد اہلحدیث جماعت ہے﴾ (ترمذی باب ماجاء فی اہل الشام)

﴿حضرت یزید بن ہارونؒ کی شہادت﴾

یزید بن ہارونؒ کا تعارف: ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲۱۷ھ میں وفات پائی آئمہ حدیث کی ایک جماعت سے اکتساب فیض کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ، ابن المدینیؒ ایسے آئمہ حدیث آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ یزیدؒ بن ہارونؒ عابد اور ثقہ ہیں آئمہ حدیث آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ابن المدینیؒ کا بیان ہے کہ میں نے یزید بن ہارونؒ سے بڑھ کر کسی کو حافظ الحدیث نہیں دیکھا۔ آپ کا علم، حفظ، ثقاہت، زہد و عبادت مسلمہ ہے۔ علم و عمل کا یہ عالم تھا کہ مامون ایسا خلیفہ ان کی زندگی میں خلق قرآن کے مسئلہ کو ترویج نہیں دے سکا۔

آپ فرماتے ہیں: اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ هُمْ۔ ﴿اگر اس طائفہ سے مراد اہلحدیث جماعت نہیں تو پھر مجھے پتہ نہیں کہ کون سی جماعت ہے﴾ (شرف اصحاب الحدیث ص)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی شہادت

آپ کا تعارف: ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے ۱۸۱ھ میں وفات پائی سلیمان تیمیؒ عاصمؒ حمیدؒ ربیعؒ بن انسؒ ہشام بن عروہؒ جریریؒ اسماعیلؒ بن ابی خالدؒ امام مالکؒ ثوریؒ شعبہؒ اوزاعیؒ و دیگر بے شمار ائمہ حدیث سے اکتساب فیض کیا ہے۔ سفیانؒ بن عیینہ یحییٰؒ بن سعیدؒ یحییٰؒ بن معینؒ وغیرہم اکثر آئمہ حدیث آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ ابو اسامہ کا بیان ہے کہ فن حدیث میں آپ امیر المومنین ہیں امام احمد بن حنبلؒ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مبارک کے زمانہ میں آپ سے بڑھ کر علم کا کوئی متلاشی نہیں تھا اسماعیلؒ بن عیاش کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مبارکؒ جیسا روئے زمین پر کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز اور ہر اچھی خصلت آپ کو عطا کر رکھی ہے۔ ثقاہت، حفظ، زہد، ورع، سخاوت ایسی اعلیٰ صفات سے آپ متصف ہیں۔

آپ کی شہادت: حدیث **لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ** کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس طائفہ سے مراد **هُمْ عِنْدِيْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ** ﴿میرے نزدیک اہلحدیث جماعت ہے﴾ (شرف اصحاب الحدیث، ص)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی کی شہادت

آپ کا تعارف آپ کا نام محمد باپ ادریس ہے خاندان ہاشمی ہے پرداداکے باب کا نام شافع ہے۔ ان کی طرف نسبت سے آپ کو شافعیؒ کہا جاتا ہے۔ سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے سنہ ۲۰۴ھ مصر میں وفات پائی آئمہ اربعہؒ میں شمار ہوتے ہیں مالکؒ بن انسؒ، سفیان بن عیینہؒ، مسلم بن خالدؒ اور دیگر بے شمار آئمہ حدیث سے اکتساب فیض کیا۔ احمد بن حنبلؒ، ابوثورؒ، ابراہیم بن خالدؒ، ابو ابراہیمؒ مزنی، ربیع بن سلیم مرادی اور دیگر آئمہ حدیث آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں فن حدیث میں کتاب الام مشہور ہے۔ جس کو آپ نے مدون کیا ہے آپ کی ثقاہت وامانت، زہد و ورع، تقویٰ وسخاوت، حسن سیرت اور وقار مسلمہ ہے ایک فرقہ نے آپ کی رائے اور اجتہاد کو اپنے لیے حجت قرار دیا ہے، جو شافعی کہلاتے ہیں مگر یہ ان کی زیادتی ہے۔

آپ کی شہادت اس لیے کہ امام شافعیؒ خود فرماتے ہیں:

قَالَ عَلَيْكُمْ بِاَهْلِ الْحَدِيْثِ فَاِنَّهُمْ اَكْبَرُ صَوَابًا عَنْ غَيْرِهِمْ۔

﴿ جماعت اہلحدیث میں شامل ہو۔ دوسری جماعتوں سے ان کا راستہ صحیح اور درست ہے ﴾ (علام الموقعین، ج ص)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبلؒ کی شہادت

آپ کا تعارف باپ کا نام محمد ہے مگر حنبل دادا کی نسبت ہے ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔ آئمہ اربعہؒ میں آپ کا شمار ہے۔ تحصیل علم کے لیے بغداد کے علاوہ کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام و جزائر کا سفر طے کیا۔ یزید بن ہارونؒ، یحیٰ بن سعیدؒ، سفیان بن عیینہؒ، امام شافعیؒ و دیگر آئمہ اہلحدیث سے اکتساب فیض کیا۔ بخاریؒ، مسلمؒ، ابوزرعہؒ اور ابوداؤدؒ ایسے آئمہ حدیث آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ فن حدیث میں آپ کی کتاب مسند احمد مشہور ہے خلق قرآن کے مسئلہ میں مامون، معتصم ایسے جابر بادشاہوں کے گونا گوں مظالم کے باوجود ان کے نظریہ سے متاثر تک نہیں ہوئے۔ فقہ و حدیث کے آپ مسلمہ امام ہیں۔ دارمی کا بیان ہے کہ میں نے فقہ اور حدیث کا بہت بڑا حافظ احمد بن حنبلؒ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا اسحاق بن راہویہؒ کا بیان ہے۔ کہ میں نے بغداد میں احمد بن حنبلؒ کے سوا متقی، فقیہ اور زیادہ علم والا کسی کو اپنے پیچھے نہیں چھوڑا۔ ایک فرقہ نے آپ کی رائے اور اجتہاد کو اپنے لیے حجت قرار دیا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو حنبلی کہلاتے ہیں مگر یہ ان کی روش درست نہیں

شہادت اس لیے کہ امام احمدؒ حدیث **سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ** بیان کر کے فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ لَمْ یَکُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ هُمْ۔

﴿اگر ناجی فرقہ جماعت اہلحدیث نہیں تو پھر مجھے علم نہیں کہ وہ دوسرا کونسا ہے﴾

﴿خلیفہ ہارون الرشید کی شہادت﴾

آپ کا تعارف ایک روایت کے مطابق ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱ھ میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں اپنے بھائی موسیٰ ہادی کی وفات کے بعد ۱۷۰ھ میں تخت خلافت پر بیٹھے باپ دادا اور مبارکؒ بن فضالہ سے احادیث کو روایت کیا عالم، فاضل اور ماہر ادیب تھے عبادت اور سخاوت کا یہ حال تھا کہ روزانہ ایک سو نفل رکعت پڑھتے تھے اور ایک ہزار درہم خیرات کرتے تھے۔ علماء کے ساتھ بے پناہ محبت تھی امام ابو یوسفؒ کو قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز کیا جو قاضی ہوتا وہ انہی کی رائے سے ہوتا تھا۔ جب حج کو جاتے تو ایک سو فقہاء کو اپنے خرچ پر ساتھ لے جاتے۔ جس سال خود حج کو نہ جاتے تو تین سو آدمی کا پورا خرچ دے کر ان کو حج پر روانہ کرتے نصوص شرع کے منکر و معرض کو بہت برا جانتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کفر کو جہمیہ میں دیکھا۔ شور و شر معتزلہ میں دیکھا جھوٹ رافضیوں میں دیکھا۔

آپ کی شہادت آپ فرماتے ہیں

وَطَلَبْتُ الْحَقَّ فَوَجَدْتُّهٗ مَعَ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ کہ حق کو تلاش کیا تو وہ جماعت اہلحدیث میں ملا ﴾ (شرف اصحاب الحدیث ص)

﴿ امام مالک کی شہادت ﴾

آپ کا تعارف والد کا نام انس ہے۔ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ مدینہ میں وفات پائی۔ آئمہ اربعہؒ میں شمار ہوتا ہے زہریؒ، نافعؒ، ہشامؒ، اور دیگر آئمہ حدیث سے اکتساب فیض کیا امام شافعیؒ کے علاوہ ایسے بے شمار آئمہ حدیث آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں جن سے امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، احمد بن حنبلؒ ایسے محدثین نے اکتساب فیض کیا۔ فن حدیث میں حدیث کی کتاب مدون کی ہے۔ جو موطا امام مالک کے نام سے مشہور ہے تدوین بخاری سے پہلے موطا ہی کو درجہ حاصل رہا ہے جو کتب حدیث میں بخاری کو حاصل ہے دین اور علم کی بے حد تعظیم کرتے تھے حتیٰ کہ حدیث بیان کرنا ہوتی تو وضو کر کے مسند پر بیٹھتے، داڑھی کو سنوارتے، خوشبو استعمال کر کے باوقار ہو کر حدیث بیان کرتے بے نیازی کا یہ عالم تھا۔ کہ ہارون ایسے خلیفہ کی دعوت اور عطیہ کو پایہ استحقار سے ٹھکرا دیا۔ مگر خلیفہ کے در دولت پر حاضر ہو کر موطا سنانے کو پسند نہیں کیا فقہ حدیث میں صرف اہل حجاز بلکہ تمام لوگوں کے امام ہیں۔ ایک فرقہ نے زیادتی کر کے آپ کی ہر بات کو اپنے لیے حجت قرار دیا ہے۔ جو اپنے آپ کو مالکی کہلاتے ہیں مگر یہ ان کی روش درست نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ کی شہادت امام مالکؒ خود اہلحدیث تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں انسان ہوں میری رائے میں خطا وصواب کا احتمال ہے. میری جو رائے کتاب وسنت کے مطابق ہو اس پر عمل کرو۔ اور جو مخالف ہو اس کو چھوڑ دو۔ اکثر آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے

خَيْرُ اُمُوْرِ الدِّيْنِ مَاكَانَ سُنَّةً
وَشَرُّ الْاُمُوْرِ الْمُحْدَثَاتِ الْبَدَائِعُ (بستان المحدثین ص)

﴿یعنی دین میں سنت کا کام بہتر ہے اور بدعات برے کام ہیں﴾

﴿امام ابوحنیفہؒ کی شہادت﴾

آپ کا تعارف آپ کا نام نعمان، اور باپ کا نام ثابت ہے۔آپ ۸۰ھ کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ بغداد میں وفات پائی آئمہ اربعہ میں آپ کا شمار ہے۔ حمادؒ بن ابی سلیمان سے فقہ کا علم حاصل کیا۔عطا بن ابیؒ رباح ابواسحاق، محمدؒ بن المنکدر، نافع، ہشامؒ، سماک بن حربؒ وغیرہم آئمہ حدیث سے اکتساب فیض کیا۔ عبداللہ بن مبارکؒ، وکیع بن الجراحؒ، یزیدؒ بن ہارون، قاضی ابو یوسفؒ، محمد بن الحسن ایسے آئمہ حدیث آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں فن حدیث میں آپ نے کوئی معروف کتاب مدون نہیں کی فقہ کے مسلمہ امام ہیں۔امام شافعیؒ کا بیان ہے۔ کہ جو شخص علم فقہ میں مہارت چاہتا ہے وہ امام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے۔ شریک نخعیؒ کا بیان ہے کہ آپ زیادہ خاموش، دائم الفکر اور کم گو تھے۔ زہد وورع کا یہ عالم ہے کہ روزانہ دس کوڑوں کی مار دس دن تک متواتر برداشت کرلی لیکن قضاۃ کے عہدہ کو منظور نہیں کیا۔ منصور نے قضاۃ کا عہدہ پیش کیا۔ امام صاحب نے اسکی درخواست کو پائیہ استحقار سے ٹھکرادیا منصور نے آپ کو قید کردیا حتیٰ کہ قید ہی میں آپ وفات پاگئے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**۔ آپ کے زمانہ میں چار صحابی زندہ تھے۔ انس بن مالکؓ بصرہ میں، عبداللہؓ بن ابی اوفی کوفہ میں، سہلؓ بن سعد ساعدی مدینہ میں، ابو طفیلؓ عامر مکہ میں۔ مگر اتفاق کی بات ہے یا حالات کا تقاضا ہے۔ کہ چار صحابہؓ میں سے کسی صحابیؓ کے ساتھ آپ کی ملاقات نہیں ہوسکی۔ آپ عالم، زاہد، اور بہت عبادت گزار تھے۔ عقیدت کی بناء پر ایک فرقے نے آپ کو آپ کے اجتہاد اور آراء کو اپنے لیے حجت قرار دیا ہے جو اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں۔ مگر یہ ان کی روش درست نہیں۔

آپ کی شہادت

چنانچہ مسلک ابو حنیفہؒ کے عنوان کے تحت ذکر ہو چکا ہے کہ آپ حدیث رسول ﷺ کے مقابلہ میں رائے اور اجتہاد کو ترک کرنے کی تلقین کرتے تھے اور فرماتے کہ **اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ** یعنی صحیح حدیث میرا مسلک ہے آپ کے مذکورہ بالا ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ اہلحدیث تھے اور عمل بالحدیث کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔ یہی مسلک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث کا ہے۔

﴿ابن حبانؒ کی شہادت﴾

آپ کا تعارف آپ کا نام محمد ہے۔ ۳۵۴ھ میں فوت ہوئے علماء کی ایک کثیر جماعت، خاص کر امام نسائی، ابویعلیٰؒ، ابوبکرؒ بن خزیمہ وغیرہم آئمہ حدیث سے اکتساب فیض کیا اور بے شمار محدثین آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ امام ذہبیؒ نے بیان کیا کہ آپ حافظ، علامہ، فقیہہ ہونے کے علاوہ علم طب، نجوم اور دیگر فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے امام حاکمؒ نے بیان کیا آپ علم کے برتنوں میں سے ایک برتن ہیں.

آپ کی شہادت امام ابن حبان فرماتے ہیں

هَذَا بَيَان "صَحِيْح" عَلٰى اَنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هُمْ فِى الْقِيَامَةِ اَهْلُ الْحَدِيْثِ۔

﴿یہ بات درست ہے۔ کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریب اہلحدیث ہونگے﴾ (جواہر البخاری، ص ۱۴ مصری)

﴿شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شہادت﴾

آپ کا تعارف آپ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغداد میں وفات پائی۔ آپ بہت بڑے متقی، زاہد اور عالم تھے جب آپ کے فتاویٰ کو علماء پڑھتے اور سنتے تو تعجب سے کہتے کہ یہ وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے خاص انعام کیا ہے آپ بے شمار کرامات کا مظہر ہیں۔ چنانچہ دوران رضاعت ماہ رمضان میں ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ حالات وواقعات کی صحت کے لئے کتاب وسنت کو معیار ٹھہراتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں،، کہ میں نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپتا ہوا نور دیکھا۔ جس میں ایک صورت آواز دے رہی تھی کہ اے عبدالقادرؒ! میں تیرا رب ہوں۔ اور تیرے لیے حرام اشیاء حلال کردی ہیں میں نے کہا اے ملعون! دور ہو اتنا کہنے سے نور اندھیرے میں تبدیل ہوگیا۔ اور صورت نے دھواں کی شکل اختیار کر کے آواز دی،، کہ اے عبدالقادرؒ میں نے اسی بات سے ستر ولیوں کو گمراہ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ اس کا شیطان ہونا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو فرمایا کہ جب اس نے کہا کہ میں نے تیرے لیے حرام اشیاء حلال کردی ہیں۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ کے اکثر فتاوی امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے فتاوی کے مطابق ہیں جس بنا پر بعض نافہم لوگوں نے آپ کو مقلدین میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ تقلید شخصی کو برا سمجھتے تھے جیسا کہ ان کی اپنی کتب فتوح الغیب وغیرہ سے ظاہر ہے

آپ کی شہادت بدعتیوں کی علامات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں۔

وَمَا اسْم "لَهُمْ الْاسْم" وَاحِد" وَهُوَاَصْحَابُ الْحَدِيْث وَهُمْ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ (یہی ناجی جماعت ہے)

امام ابو یوسفؒ کی شہادت

آپ کا تعارف آپ کا نام یعقوبؒ اور آپ کے باپ کا نام ابراہیم ہے ۱۱۳ھ یا ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲ھ میں فوت ہوئے۔ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے علاوہ آئمہ وقت ہشام بن عروہؒ سلیمان تیمیؒ، ابو اسحاق مشیبنیؒ وغیرہم سے اکتساب فیض کیا بے حد ذہین تھے۔ ہلال بن یحیٰؒ کا بیان ہے کہ ابو یوسف تفسیر، مغازی، ایام العرب کے حافظ تھے اور فقہ ان کا ادنیٰ سا علم تھا۔ ذہبیؒ نے ابن عدی کا قول نقل کیا ہے کہ اہل الرائے میں سب سے زیادہ احادیث کا راوی ابو یوسفؒ ہے۔ مگر کمزور راویوں سے احادیث بیان کرتا تھا۔ اور امام یوسفؒ کو فقہ میں کمال حاصل تھا حتیٰ کہ ان کی مہارت فقہ کا امام ابو حنیفہؒ بھی اعتراف کرتے تھے۔ خلیفہ مہدیؒ اور خلیفہ ہادیؒ نے اپنے اپنے عہد خلافت میں ان کو محکمہ قضاۃ پر فائز رکھا اور ہارون الرشید نے ان کی قابلیت اور صلاحیت کو دیکھ کر تمام ممالک اسلامیہ کا قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔

آپ کی شہادت آپ فرماتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْحَرْبِيُّ خَرَجَ اَبُوْ يُوْسُفَ الْقَاضِيْ يَوْمًا وَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ مَا عَلَى الْاَرْضِ خَيْرٌ" مِنْكُمْ ﴿یعنی ابراہیم حربی نے بیان کیا کہ ابو یوسفؒ نے اہلحدیث کو دروازہ پر دیکھ کر فرمایا کہ زمین میں تم سے کوئی بہتر نہیں﴾ (شرف اصحاب الحدیث ص ۵۱)

﴿شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کی شہادت﴾

آپ کا تعارف آپ ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔ والد کا نام شاہ عبدالرحیم ہے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور پندرہ سال کی عمر میں علوم متداولہ متعارفہ سے سند فراغت حاصل کر لی۔ آپ کی علمی قابلیت اور علمی خدمات کے پیش نظر اگر یہ کہہ دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اگر آپ کا وجود زمانہ ماضی میں ہوتا تو آپ تاج المجتہدین اور امام الآئمہ میں شمار ہوتے۔ یہ آپ کی تبلیغ و اشاعت اور درس و تدریس کا اثر ہے۔ کہ ہندوستان کی سرزمین کتاب و سنت کے چشمہ سے پوری طرح سیراب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادے آپ کو عطا فرمائے (۱) شاہ عبدالعزیزؒ (۲) شاہ عبدالقادرؒ (۳) شاہ رفیع الدینؒ (۴) شاہ عبدالغنیؒ یہ تمام کے تمام آسمان علم و فضل کے درخشندہ و تابندہ ستارے تھے۔ آپؒ کی تصانیف دو سو سے زیادہ ہیں۔ حجۃ اللہ، مسوی، مصفیٰ، عقد الجید، انصاف اور اصول تفسیر میں الفوز الکبیر فتح الخبیر قابل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دید تصانیف ہیں۔

آپ کی شہادت آپؒ فرماتے ہیں: تُعْرَضُ الْمَسَائِلُ الْمَنْقُوْلَةُ عَنْ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ الثَّوْرِيِّ وَ غَيْرِ هِمْ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْمَقْبُوْلَةِ مَذَاهِبِهِمْ وَ فَتَاوٰهُمْ عَلٰى مُوَطَّا مَالِكٍ وَالصَّحِيْحَيْنِ ثُمَّ عَلٰى اَحَادِيْثِ التِّرْمَذِيِّ وَاَبِيْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيِّ اَلْخ (عقد الجید ص ۴۲ مترجم)

﴿کہ ان مسائل کو جو مالکؒ، شافعیؒ، ابوحنیفہؒ، ثوریؒ اور دوسرے مجتہدین سے منقول ہیں۔ جن کے مذاہب اور فتاوی مقبول ہیں، مؤطا امام مالک، بخاری و مسلم پر ان کو پیش کیا جائے پھر ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی احادیث پر پیش کریں اور جس مسئلہ کے حدیث مخالف صریح طور پر پڑے اس کو نہ مانیں﴾

﴿مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی کی شہادت﴾

آپ کا تعارف ۱۲۶۴ء میں پیدا ہوئے مولانا درالبہیہ میں خود لکھتے ہیں۔ کہ میں نے دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ دوران حفظ کتابت سیکھی۔ اور فارسی کی کچھ کتابیں پڑھیں سترہ برس کی عمر میں جملہ فنون اپنے والد محترم اور علم ہیئت کی بعض کتابیں حضرت مولانا محمد نعمت اللہ مرحوم سے پڑھیں اسی سال سے تالیف و تصنیف میں مصروف ہوا۔ قریباً اکتالیس کتابیں معقول و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول میں تصنیف کر چکا ہوں اور بہت سی کتابیں زیر تصنیف ہیں جو ابھی نامکمل ہیں۔ مذکورہ بالا تحریر کے وقت مولانا لکھنوی کی عمر قریباً اٹھائیس برس تھی۔ اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا کتنے بڑے عالم تھے۔ اگرچہ مسلک حنفی سے وابستہ تھے مگر اپنے مسلک کے خلاف درست بات کہنے اور قبول کرنے میں ذرا بھر جھجک محسوس نہیں کرتے تھے جیسا کہ ان کی تصانیف عمدۃ الرعایہ اور تعلیق الممجد وغیرہ سے ظاہر ہے۔ اور اہلحدیث کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

آپ کی شہادت چنانچہ آپ نے فرمایا کہ

اِنَّ اَكْثَرَ الْمَسَائِلِ الْفَرعِيَّةِ وَالْاَصْلِيَّةِ الَّتِى اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيهَا فَمَذْهَبُ الْمُحَدِّثِيْنَ اَقْوٰى مِنْ مَذَاهِبِ غَيْرِهِمْ ه

﴿ تمام فروعی اور اصولی متنازعہ فیہ مسائل میں محدثین کا مذہب دوسرے مذاہب سے زیادہ قوی ہے ﴾ (امام الکلام، ص ۲۱۶)

آگے لکھتے ہیں: **حَشَرَنَا اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِهِمْ وَاَمَاتَنَا عَلٰى حُبِّهِمْ وَسِيْرَتِهِمْ** ﴿ اللہ تعالیٰ اسی جماعت میں سے ہمارا حشر کرے ان کی محبت و اخلاق پر ہمارا خاتمہ کرے ﴾ (امام الکلام، ص ۲۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿امام احمد کا فتویٰ﴾

اہل حدیث کو برا کہنے والے بے ایمان ہیں

احمد بن الحسن نے امام احمدؒ کو مخاطب کر کے کہا:

یَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ ذَكَرُوْا لِابْنِ اَبِیْ قُتَیْلَةَ بِمَكَّةَ اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ فَقَالَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ قَوْمُ سُوْءٍ فَقَامَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ یَنْفُضُ ثَوْبَهٗ فَقَالَ زِنْدِیْق "زِنْدِیْق" زِنْدِیْق" وَدَخَلَ الْبَیْتَ ﴿اے ابوعبداللہ! لوگوں نے ابن ابی قتیلہ کے پاس مکہ میں اہلحدیث کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اہلحدیث برے لوگ ہیں (ناراضگی میں) ابوعبداللہ اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور فرماتے تھے کہ یہ شخص بے ایمان ہے، بے ایمان ہے، بے ایمان ہے﴾

(طبقات حنابلہ ج ۱، ص ۱۷)

﴿ضروری گذارش﴾

اب بھی اگر کوئی متعصب اس جماعت کو لامذہب، وہابی وغیرہ الفاظ سے مطعون کرے تو اسے مبارک، لیکن خدارا اسے اتنا تو خیال کرنا چاہیے۔ کہ کہیں وہ اہلحدیث جماعت کے ساتھ تمام بزرگان دین کو انہی الزامات کا مورد تو نہیں قرار دیتا کیونکہ جماعت اہلحدیث کا مسلک ان کے مسلک سے جدا نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فاتحہ خلف الامام﴾

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نماز سری ہو یا جہری، فرضی ہو یا نفلی، نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد ہو۔ لیکن ایک فریق کہتا ہے کہ مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ چونکہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کو نماز کی قبولیت اور عدم قبولیت میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہر دو فریق کے دلائل کو پیش کر کے فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کو واضح کر دیا جائے تا کہ صراط مستقیم پر چلنے کے لئے کسی وقت بھی دقت کا سامنا نہ ہو۔

قرآن مجید میں ہے:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (سورۃ المزمل)

﴿پس پڑھو **مَا تَيَسَّر** قرآن سے﴾

اللہ تعالی نے آیت مذکورہ میں سب کو خواہ امام ہو۔ یا مقتدی ہو۔ یا منفرد ہو **مَا تَيَسَّر** پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ ایک شخص کو رسول ؐ نے ارکان نماز سکھاتے ہوئے فرمایا: **ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ** ﴿پڑھ ماتیسر (جو میسر ہو تجھے) قرآن سے﴾

قرآن مجید اور بخاری ومسلم کی حدیث سے ثابت ہوا **مَا تَيَسَّر** پڑھنا چاہئے اب یہ دیکھنا ہے کہ ماتیسر سے مراد کونسی قرات ہے۔ اس کی وضاحت ابوداؤد میں ہے کہ رفاعہ بن رافع ؓ نے بیان کیا کہ اس شخص کو رسول ؐ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ۔ ﴿ کہ پھر ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ ﴾

(ابوداؤد، ج ا ص ۱۲۵، باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ **مَا تَيَسَّرَ** جس کے پڑھنے کا حکم سورہ مزمل میں ہے یا بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے، اس سے مراد ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ ہے۔

﴿ حنفیہ کی طرف سے ﴾

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بخاری میں کوئی حدیث ایسی نہیں۔ جس سے ثابت ہو کہ مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

جواب نمبر ۱ جب یہ مسئلہ حدیث کی دوسری کتب میں صراحت کے ساتھ موجود ہے تو بخاری شریف کی شرط لگانے کا مطلب کیا؟

جواب نمبر ۲ کیا ایسا کہنے والے بتا سکتے ہیں۔ کہ صحت مسئلہ کے لئے اس مسئلہ کا بخاری میں ہونا ضروری ہے؟

جواب نمبر ۳ کیا فقہ حنفیہ کے تمام مسائل بخاری شریف سے اخذ کئے گئے ہیں؟

نوٹ : — جب ایسا نہیں بلکہ فقہ حنفیہ کے اکثر مسائل احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے کہ فقہ حنفیہ پر تو عمل کیا جائے اور فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کو محض اس بنا پر رد کر دیا جائے کہ وہ بخاری میں نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیئے ذرا تعصب کی عینک کو دور کر کے بخاری شریف میں اس مسئلہ کا حل ملاحظہ فرمایئے۔

پہلی حدیث بخاری شریف میں ہے۔ کہ حضرت عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (بخاری، ج نمبر۱، ص ۱۰۴)

﴿کہ اس شخص کی کوئی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے﴾

چونکہ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث کی صحت سب کے نزدیک مسلمہ ہے۔ اس لئے اسی حدیث سے ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ نمازی امام ہو یا مقتدی، نماز خواہ جہری ہو یا سری، سفری ہو یا حضری، نفلی ہو یا فرضی۔

قواعد عربیہ کی رو سے **لَا صَلٰوةَ** میں لا نفی جنس کا ہے، جس سے مراد ماہیت کی نفی ہے۔ ماہیت کی نفی سے تمام ان افراد کی نفی ہو جاتی ہے جن پر اس ماہیت کا اطلاق ہوتا ہے اس لئے لاصلوۃ میں صلوۃ کی نفی کرنے سے صلوۃ کے کسی ایک فرد کی نفی نہیں ہوتی بلکہ صلوۃ کے ہر فرد خواہ وہ سری ہو، جہری ہو، نفلی ہو، فرضی ہو، سفری ہو، حضری ہو، مقتدی کی ہو، امام کی ہو، وغیرہ وغیرہ۔ تمام صلوۃ کے افراد کی نفی ہو گئی، کیونکہ جنس کے نفی کرنے سے ان تمام افراد کی نفی ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔جن پراس جنس کا اطلاق ہوتا ہے۔اس قاعدہ نحویہ کی رو سے حدیث **لاصلوٰۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ** کا یہ مطلب ہوا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں خواہ وہ نماز سری ہو، یا جہری، نفلی ہو، فرضی ہو، سفری ہو، حضری ہو، مقتدی کی ہو، امام کی ہو۔

تبویب بخاری اللہ تعالیٰ نے علم حدیث میں فقاہت اور استخراج کا جو مرتبہ امام بخاریؒ کو عطا کیا ہے۔اس کی نظیر کسی دوسرے محدث میں ملنی مشکل ہے آپؒ نے عبادہ بن صامتؓ کی مذکورہ بالا حدیث سے استخراج کیا ہے۔کہ تمام نمازوں میں امام مقتدی پر قرات واجب ہے۔نماز خواہ حضری ہو یا سفری، جہری ہو یا سری، اس استخراج کا ذکر بخاری کے ایک باب میں آپؒ نے درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وُجُوْبُ الْقِرَأَۃِ لِلْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ فِی الصَّلٰوۃِ کُلِّھَا اَلْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا یَجْھَرُ فِیْھَا وَ یُخَافِتُ۔ ﴿کہ تمام نمازوں میں مقتدی اور امام کے لئے قرات (صورہ فاتحہ) کا پڑھنا واجب ہے۔ نماز حضری ہو، سفری ہو، نماز میں قرات جہر سے پڑھی جاتی ہو یا آہستہ پڑھی جاتی ہو﴾ قواعد عربیہ کی رو سے بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادہ بن صامت کی حدیث کا یہی مطلب ہے۔ جو امام بخاریؒ نے باب میں کیا ہے

اعتراض بعض حنفیہ کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک فاتحہ خلف الامام کے ثبوت میں اگر کوئی حدیث ہوتی تو فاتحہ خلف الامام کی بجائے قرات مطلق کے وجوب کا باب نہ باندھتے۔

جواب نمبر۱ بخاری کے باب وجوب القرات میں القراۃ سے مراد سورۃ فاتحہ ہے کیونکہ باب میں بتایا گیا ہے۔ کہ امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں جہری ہوں یا سری، قرات واجب ہے۔ مگر اس جگہ قرات کو مطلق تسلیم کر لیا جائے تو لازم آتا ہے۔ کہ مقتدی کو جہری نماز میں بھی قرات پڑھنی چاہیے حالانکہ اس بات پر اجماع ہے کہ مقتدی کے لئے جہری نمار میں قرات کا پڑھنا منع ہے۔ اس لئے باب وجوب القراۃ میں القراۃ سے مراد مطلق قراۃ نہیں بلکہ سورۃ فاتحہ ہے۔ جس کا پڑھنا امام مقتدی سب کے لئے ضروری ہے، نماز خواہ جہری ہو یا سری ہو معلوم ہوتا ہے کہ معترضین نے کسی اہلحدیث عالم سے حدیث بخاری نہیں پڑھی کیونکہ اتنی بڑی صریح غلطی میں مبتلا ہونا اگر بعید از عقل نہیں تو تعجب خیز ضرور ہے۔

جواب نمبر۲ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث میں حرف **مَنْ** ہے جو عموم کے لئے آتا ہے۔ اور وہ اپنے عموم کے اعتبار سے امام، مقتدی اور منفرد سب کو شامل ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ نمازی امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو ان میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جو شخص بھی اپنی کسی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے گا۔ اس کی نمازنہ ہوگی۔

اعتراض بعض حنفیہ نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ **مَنْ** کا حرف عموم میں نص قطعی نہیں۔ جس بنا پر یہ کہا جا سکے کہ مذکورہ بالا حدیث امام، مقتدی اور منفرد وغیرہ سب کو شامل ہے۔

جواب حنفیہ کا یہ اعتراض ہے کہ من عموم میں نص قطعی نہیں بالکل غلط ہے اصول فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب نورالانوار صفحہ نمبر ۷۵ میں ہے۔

اَصْلُهُمَا الْعُمُوْمُ يَعْنِيْ اَنَّهُمَا فِيْ اَصْلِ الْوَضْعِ لِلْعُمُوْمِ اِذْ يُسْتَعْمَلَانِ فِي الْخُصُوْصِ بِعَارِضٍ (نورالانوار، ص ۷۵)

﴿ کہ من و ما در حقیقت عموم کے لئے وضع کئے گئے ہیں اگر قرینہ موجود ہو تو ان کا استعمال خصوص میں ہوتا ہے۔ یہ معنی مجازی ہوگا ﴾

افسوس ہے کہ اعتراض کرنے والوں نے فقہ کی اپنی مسلمہ کتب کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ درحقیقت حنفیہ مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے اس لئے نہیں روکتے کہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث میں حرف من عموم میں نص قطعی نہیں۔ بلکہ یہ ان کا مذہب ہے۔ کہ مقتدی امام، منفرد، ان میں سے کسی ایک کے لئے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے۔ حالانکہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے گا اس کی نماز نہ ہوگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَصَاعِدًا کی زیادتی

عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کے بارہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں فَصَاعِدًا کا لفظ موجود ہے۔ جو دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کا اطلاق مقتدی پر نہیں بلکہ منفرد پر ہے یا امام پر ہے کیونکہ اگر حدیث مذکورہ کا اطلاق مقتدی پر کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ مقتدی سورۃ فاتحہ کے ساتھ مزید قرات بھی پڑھے ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

جواب نمبر ۱ قرائن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حدیث مذکورہ میں فصاعدا کی زیادتی یا تو کاتب کی غلطی ہے یا ابوداوُدؒ یا اس سے اوپر کسی راوی کا اپنا وہم ہے کیونکہ ابوسفیانؒ کی روایت بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، دار قطنی، مسند ابی عوانہ میں موجود ہے۔ لیکن اس میں فصاعدا کا لفظ نہیں ہے امام بخاریؒ نے سفیانؒ کی روایت کو جزء القراۃ میں ذکر کیا ہے۔ اور فصاعدا کی زیادتی کو معمر کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اکثر ثقہ راویوں نے فصاعدا کی زیادتی میں معمر کی متابعت نہیں کی۔ اس کے علاوہ خود عبادہ بن صامتؓ امام کے پیچھے سوائے سورہ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے۔ تو ان کی حدیث میں فصاعدا کی زیادتی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

جواب نمبر ۲ اگر فصاعدا کی زیادتی کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قطعاً لازم نہیں آتا کہ اس کا اطلاق صرف منفرد پر یا امام پر ہو مقتدی پر نہ ہو کیونکہ عربی زبان میں فصاعدا سے مراد کم سے کم درجہ بتانا مقصود ہوتا ہے۔ جس پر حکم مرتب ہو اور جو فصاعدا کی فا کا مابعد ہے، ترتب حکم کے لئے اس کا ہونا شرط نہیں اس کی ایک واضح مثال قطع ید کی حدیث میں پائی جاتی ہے کہ **تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا** (یعنی ربع دینار پس زیادہ کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔) حدیث مذکورہ میں فصاعدا کے لفظ نے وضاحت کر دی ہے کہ قطع ید کے لئے اضافہ شرط نہیں۔ کم سے کم ربع دینار کی چوری شرط ہے۔ اس سے زیادہ کی چوری قطع ید کے لئے شرط نہیں۔ اگر ربع دینار سے زیادتی کی چوری ہو تب بھی اگر نہ ہو تب بھی چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ اس نے ربع دینار کی چوری کر لی ہے، جو قطع ید کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح حدیث **لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ** فصاعدا کو سمجھ لیجئے جو شخص سورۃ فاتحہ نماز میں نہیں پڑھتا۔ اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اس حدیث میں فصاعدا کے لفظ نے واضح کر دیا ہے۔ کہ جو شخص کم سے کم سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ سورہ فاتحہ کے علاوہ باقی قرات صحت نماز کے لئے شرط نہیں۔ اگر مزید قرات سورہ فاتحہ کے علاوہ پڑھ لی جائے تب بھی اگر نہ پڑھی جائے۔ تب بھی اس کی نماز پر صحت کا حکم جاری ہوگا کیونکہ اس نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے کہ جو صحت نماز کے لئے شرط ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر۲ حنفیہ میں سے بعض نے عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ کہ اس حدیث میں لانفی جنس کا نہیں بلکہ لانفی کمال کا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی اور یہ معنی نہیں کہ نماز سرے سے ہی نہیں ہوتی۔

جواب نمبر۱ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کا یہ مطلب کرنا کہ نماز کامل نہیں ہوتی، حدیث کی روشنی میں غلط ہے۔ اس لئے کہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کو ابن خزیمہؒ، ابن حبانؒ، دارقطنیؒ، حاکمؒ وغیرہم نے درج ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے۔

لَا یُجْزِئُ صَلٰوۃٌ" لَا یُقْرَأُ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (تلخیص الحبیر، ج۱، ص ۲۳۱)

﴿ کہ وہ نماز کفایت ہی نہیں کرتی، جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے ﴾

اس حدیث نے وضاحت کردی کہ 'لا صلوۃ' کا معنی 'نماز کامل نہیں' کرنا غلط ہے۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ سرے ہی سے نماز نہیں ہوتی۔

جواب نمبر۲ اگر بفرض محال لاصلوۃ میں لانفی کمال کا تسلیم کرلیا جائے تو حدیث کا معنی یہ ہوگا۔ کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں اس معنی کی رو سے بھی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کامل نماز کو شرف قبولیت حاصل ہے غیر کامل کو نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿دوسری حدیث﴾

مسلم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَھِیَ خِدَاجٌ" ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ فَقِیْلَ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِنَّا نَکُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اقْرَاْ بِھَا فِیْ نَفْسِکَ ﴿جس شخص نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ناقص ہے، ناقص ہے۔ تین دفعہ آپ نے فرمایا، ناتمام ہے پس ابو ہریرہؓ کو کہا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں فرمایا اس وقت آہستہ پڑھا کرو﴾ (مسلم ج۱ص ۱۶۹)

﴿خداج کا معنی﴾

امام بخاریؒ نے جزء القراۃ میں لکھا ہے کہ: **قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ اَخْدَجَتِ النَّاقَۃُ اِذَا اَسْقَطَتْ وَالسَّقْطُ مَیِّتٌ" لَا یُنْتَفَعُ بِهٖ** (بخاری، ج ص)

﴿ابو عبیدہؒ نے فرمایا کہ **اخدجت الناقه** عرب لوگ اس وقت بولتے ہیں جب اونٹنی اپنے حمل کو گرادے اور حمل مردہ ہو۔ جس سے کسی صورت فائدہ نہ اٹھایا جا سکے﴾

﴿تیسری حدیث﴾

کتاب القراۃ بیہقی میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث درج ذیل الفاظ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مروی ہے: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ

﴿رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی﴾ (بیہقی، کتاب القراۃ ص ۴۷)

اعتراض نمبر ۱ اس حدیث پر یہ اعتراض ہے۔ کہ اس کی سند میں محمد بن یحییٰ صفار راوی ہے وہ مجہول ہے۔ اس کا ترجمہ نہیں ملتا۔ لہٰذا وہ مجہول راوی ہے مجہول راوی کی روایت ضعیف ہے۔

جواب نمبر ۱ بعد میں آنے والے کو اگر کسی راوی کا ترجمہ نہیں ملتا تو یہ اس کی اپنی لاعلمی ہے۔ اس کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنی لاعلمی کی بنا پر کسی راوی پر جہالت کا حکم لگائے۔

جواب نمبر ۲ شرح نخبہ میں ہے کہ جہالت کی دو قسمیں ہیں عینی اور حالی

عینی جہالت وہ ہے کہ شیخ سے صرف ایک راوی روایت کرے اور اس کی کسی دوسرے امام نے توثیق نہ کی ہو۔

حالی جہالت وہ ہے کہ شیخ سے روایت کرنے والے دو یا دو سے زیادہ راوی ہیں مگر اس کی توثیق کسی نے نہیں کی۔

محمد بن یحییٰ صفار راوی مجہول العین اس لئے نہیں کہ اس کی توثیق امام بیہقی نے کی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب نمبر۳ اس حدیث کو بیان کرکے امام بیہقیؒ نے کہا ہے **اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ** کہ اس کی سند صحیح ہے۔ صحت کا حکم اس وقت لگایا جاتا ہے جس وقت اس میں ضعف کی کوئی وجہ نہ پائی جاتی ہو۔

جواب نمبر۴ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث جو دوسری سند سے مروی ہے اس میں خلف الامام کا بھی لفظ موجود ہے۔

﴿چوتھی حدیث﴾

بیہقی کی کتاب القراۃ میں مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اِمَامٍ" اَوْ غَیْرَ اِمَامٍ (قراۃ للبیہقی ص)

﴿ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی خواہ وہ امام ہو یا امام کا غیر ہو۔ ﴾

﴿پانچویں حدیث﴾

مشکوۃ میں ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھ رہے تھے۔ آپ نے قرات پڑھی۔ آپ پر قرات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاری ہوگئی (نماز سے) فارغ ہوکر آپ نے فرمایا:

لَعَلَّکُمْ تَقْرَؤُنَ خَلْفَ اِمَامِکُمْ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِھَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِیْ وَالنَّسائیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاؤدَ قَالَ اَنَا اَقُوْلُ مَا لِیْ یُنَازَعُنِیْ الْقُرْاٰنَ فَلَا تَقْرَؤُا بِشَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَھَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔

﴿کہ شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو۔ کیونکہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ سے قرآن کیوں چھینا جاتا ہے۔ جب میں اونچی قرات پڑھوں تو سورۃ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو﴾

(مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ، ج نمبر ا ص ۵۶۷)

﴿چھٹی حدیث﴾

جزء القراۃ بخاری میں ہے۔ کہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا:

اَتَقْرَؤُنَ فِیْ صَلٰوتِکُمْ وَالْاِمَامُ یَقْرَأُ فَسَکَتُوْا فَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ" اَوْ قَائِلُوْنَ اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلْيَقْرَأْ اَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهِ

﴿کیا تم اپنی نماز میں پڑھتے ہو؟ اس حال میں کہ امام پڑھتا ہے، صحابہؓ خاموش ہوگئے۔ تین مرتبہ آپ نے دریافت فرمایا۔ ایک شخص نے جواب دیا یا ایک سے زیادہ نے کہا کہ ہم پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کرو (صرف) سورہ فاتحہ آہستہ پڑھا کرو۔ (جزءالقراۃ، بخاری، ص ۱۱۴، ادارۃ احیاءالسنۃ گوجرانوالہ)

﴿ساتویں حدیث﴾

امام بیہقی کی کتاب القراۃ میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُجْزِئُ صَلٰوةٌ" لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قُلْتُ فَاِنْ كُنْتُ خَلْفَ الْاِمَام قَالَ فَاَخَذَ بِيَدِیْ وَ قَالَ اقْرَأْ فِیْ نَفْسِكَ يَا فَارِسِیُّ ﴿حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو۔ میں نے دریافت کیا کہ اگر میں امام کے پیچھے نماز پڑھوں؟ میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے فارسی آہستہ پڑھو﴾ (بیہقی، کتاب القراۃ)

خلاصہ اختصار کے طور پر ایک دلیل قرآن مجید سے اور سات احادیث پیش کردی گئی ہیں جن سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی نماز پڑھنے والا امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد ہو۔ نماز جہری ہو یا سری۔

﴿مسلک صحابہ کرامؓ﴾

صحابہ کرامؓ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔ حضرت عطاء جو امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں کہ: **کَانُوْا یَرَوْنَ عَلَی الْمَامُوْمِ الْقِرَأَۃَ فِیْهَا یَجْهَرُ فِیْهِ الْاِمَامُ وَ فِیْهَا یُسِرُّ** ﴿صحابہ کرامؓ مقتدی پر قراۃ (الحمد) کو ان تمام نمازوں میں ضروری سمجھتے تھے۔ جن میں امام قرات جہری پڑھتا ہو یا قرات سری پڑھتا ہو۔﴾ (غیث الغمام ص ۱۵۶)

﴿مسلک آئمہ اربعہؒ﴾

امام شافعیؒ کتاب الام میں تحریر فرماتے ہیں:

اَنَّ حَدِیْثَ عُبَادَۃَ وَ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ یَدُلَّانِ عَلٰی فَرْضِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ ﴿بے شک حضرت عبادہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سورہ فاتحہ کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے﴾ (ج ۱، ص ۱۰۳)

کتاب الامام کے ایک اور مقام پر ہے

وَسَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْرَأَ الْقَارِئُ فِی الصَّلٰوۃِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَ دَلَّ عَلٰی اَنَّهَا فَرْضٌ " عَلَی الْمُصَلِّیْ اِذَا کَانَ یُحْسِنُ یَقْرَأُهَا (ج ۱، ص ۱۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ کہ رسول اللہ ﷺ نے امام پر مقرر کر دیا ہے۔ کہ وہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھے اور ہر نمازی پر سورۃ فاتحہ کی فرضیت بھی بتادی ہے جب وہ سورۃ فاتحہ کو بخوبی پڑھ سکتا ہو ﴾

امام ابو حنیفہؒ مولانا عبدالحیؒ لکھنوی غیث الغمام ص ۱۵۶ میں لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد امام محمدؒ کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ پہلے ہر دو بزرگوں کا یہی قول تھا۔ جس کو امام محمدؒ نے اپنی قدیم تصانیف میں درج کر دیا ہے اور وہی مشہور ہو گیا اور **ثَانِیْھِمَا اسْتِحْسَانُھَا عَلٰی سَبِیْلِ الْاِ حْتِیَا طِ وَعَدَمِ کَرَاھَتِھَا عِنْدَ الْمُخَالِفَۃِ الْحَدِیْث الْمَرْفُوعَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُ مِّ الْقُرْاٰنِ وَ قَالَ عَطَاء" کَانُوْا یَرَوْنَ عَلَی الْمَامُوْمِ الْقِرَأَۃَ فِیْمَا یَجْھَرُ فِیْہِ الْاِمَامُ وَ فِیْمَا یسر فَرَجَعَا مِنْ قَوْلِھِمَا الْاَوَّلِ اِلَی الثَّانِیْ اِحْتِیَاطاً** ﴿ دوسرا قول ان ہر دو بزرگوں کا یہ ہے کہ مقتدی کو احتیاطاً سورۃ فاتحہ کا پڑھنا مستحسن ہے اور آہستہ نماز میں بھی اس کا پڑھنا مکروہ نہیں۔ اس لئے کہ صحیح مرفوع حدیث میں ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھ اور حضرت عطاء تابعیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ جہری اور سری نمازوں میں مقتدی پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری جانتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ نے اپنے قول سابقہ سے دوسرے قول کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجوع فرمالیا تھا﴾ امام ابوحنیفہؒ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کے قائل نہ تھے۔ لیکن جب صحیح حدیث اور اپنے استاد حضرت عطاء تابعیؒ کا قول معلوم ہوگیا تو انھوں نے اپنے سابقہ فتوی سے رجوع کرلیا اور فاتحہ خلف الامام کے قائل ہو گئے۔

﴿امام احمدؒ﴾

ترمذی میں ہے

قَالُوْا لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃ" اِلَّا بِقَرأَۃِ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَبِہ یَقُوْلُ ابْنُ الْمُبَارَکِ وَ الشَّافِعِیُّ وَ اَحْمَدُ وَ اِسْحَاقُ

(باب ماجاء انہ لاصلوۃ الابفاتحۃ الکتاب، ج نمبر ۱، ص ۴۳)

﴿صحابہؓ فرماتے ہیں۔ کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی نیز عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کا بھی یہی مذہب ہے﴾

﴿امام مالک﴾

امام مالکؒ مؤطا میں فرماتے ہیں:

قَالَ یَحْیٰ وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَ نَا اَنْ یَّقْرَأَ الرَّجُلُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فِیْمَا لَا یَجْھَرُ فِیْہِ الْاِمَامُ وَیَتْرُکُ الْقِرَأَۃَ فِیْمَا یَجْھَرُ فِیْہِ الْاِمَامُ بِالْقِرَأَۃِ

﴿یحیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے امام مالکؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک امر یہ ہے کہ سری نمازوں میں مقتدی پڑھے اور جہری نماز میں مقتدی نہ پڑھے (مؤطا مع شرح مسوّی، ص ۱۰۸)

بزرگان دین کا منصفانہ فیصلہ

عبدالحیٔ لکھنوی حنفیؒ فرماتے ہیں

لَمْ یَرِدْ فِیْ حَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ صَحِیْحٍ النَّهْیُ عَنْ قِرَأَةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَكُلُّ مَا ذَكَرُوْهُ مَرْفُوْعًا فِيْهِ اِمَّا لَا اَصْلَ لَهٗ وَ اِمَّا لَا يَصِحُّ (تعلیق المجد، ص ۱۰۱)

کسی صحیح مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت نہیں آئی اور اس بارے میں حنفیہ جو مرفوع روایات ذکر کرتے ہیں۔ ان میں بعض کا کوئی اصل نہیں یعنی جھوٹی ہیں اور بعض صحیح نہیں، یعنی ضعیف ہیں

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ آپ نے غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۰ پر ارکان نماز میں ایک رکن سورۃ فاتحہ پڑھنا شمار کیا ہے اور ص ۱۳۷ پر لکھا ہے کہ:

فَاِنَّ قِرَأَتَهَا فَرِیْضَةٌ "وَهِیَ رُکْنٌ" تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِتَرْكِهَا

سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور وہ نماز کا ایک ایسا رکان ہے کہ اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آپ فرماتے ہیں کہ: فَاِنْ جَهَرَ الْاِمَامُ لَمْ يَقْرَأْ اِلَّا عِنْدَ الْاِسْكَاتَةِ وَاِنْ خَافَتَ فَلَه' الْخِيَرَةُ

﴿اگر امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو۔ تو مقتدی امام کے سکتہ کے وقت پڑھے اور اگر امام آہستہ پڑھتا ہو تو مقتدی کو اختیار ہے﴾ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲، ص ۹ مصری)

ملا جیون حنفیہ کے معروف عالم (تفسیر احمدی) میں لکھتے ہیں:

اِنْ رَأَيْتَ الطَّائِفَةَ الصُّوفِيَةَ وَالْمَشَائِخِيْنَ الْحَنْفِيَّةَ تَرَاهُمْ لَيَسْتَحْسِنُوْنَ قِرَأَةَ الْفَاتِحَةِ لِلْمُؤْتَمِّ كَمَا اسْتَحْسَنَهُ مُحَمَّدُ" اِحْتِيَاطًا رُوِىَ عَنْهُ ﴿اگر تو حنفیہ کے مشائخ اور صوفیہ کی جماعت پر نظر کرے تو معلوم ہوگا کہ وہ مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ کو پڑھنا مستحسن سمجھتے ہیں جس طرح امام محمدؒ نے احتیاطا اسے مستحسن کہا ہے﴾

نمونہ کے طور پر یہ دلائل ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ تمام نمازوں میں مقتدی، امام اور منفرد کے لئے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ نماز حضری ہو، یا سفری جہری ہو یا سری۔ اب حنفیہ کے مشہور دلائل بیان کئے جاتے ہیں جن کی بنا پر وہ کہا کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۃ الحمد نہیں پڑھنی چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حنفیہ کے دلائل اور تنقید﴾

پہلی دلیل حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کہ سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: **وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** ﴿جب قرآن پڑھا جائے پس اس کو سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو﴾ چونکہ قرآن کے متعلق استماع اور انصات کا حکم ہے اس لئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

﴿تنقید﴾

نمبر۱ یہ آیت سورۃ اعراف کی ہے اور سورۃ بنی اسرائیل سے بہت پہلے نازل ہوئی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر ہے اور وہ سورۃ اعراف کے بعد نازل ہوئی ہے اس لئے **وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ** کے بارہ میں یہ کہنا درست نہیں کہ یہ آیت نماز کے بارہ میں نازل ہوئی۔ ملاحظہ ہو (تفسیر رازی، تفسیر اتقان)

نمبر۲ اس آیت کی ماقبل خود آیت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ یہ آیت نماز کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ ماقبل آیت **وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا اَلْاٰيَةَ** ﴿اور جب تو (اے پیغمبر) ان کے پاس کوئی معجزہ نہیں لاتا تو (کافر) کہتے ہیں۔ تو خود ہی کیوں نہیں لاتا؟ کہہ دے کہ میں وحی الٰہی کا پابند ہوں۔ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قرآن) تمہارے رب کی طرف سے بصیرت ہے اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

﴿اور جب قرآن پڑھا جائے پس اس کو سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر مسلمانوں کی طرح بھی رحم ہو﴾ (آیت نمبر سورۃ)

نمبر ۳ ما سبق سلسلہ سے ظاہر ہے۔ کہ یہ آیت کافروں کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اگر آیت **وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ** کو نماز کے بارہ میں تسلیم کر لیا جائے تو اس آیت اور ماقبل سلسلہ کلام میں مناسبت نہیں رہتی۔ ہر دو آیت میں ربط ٹوٹ جاتا ہے۔ جو قرآن کی فصاحت کے سراسر خلاف ہے۔

نمبر ۴ **وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ** آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ اس کی تائید تفسیر رازی سے بھی ہوتی ہے کہ کفار اپنے بھائیوں کو کہتے ہیں کہ:

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ

﴿تم اس قرآن کو مت سنو اور اس میں شور کرو تا کہ تم غالب آ جاؤ﴾

اللہ تعالیٰ نے کفار کے مقابلہ میں فرمایا کہ: **وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔**

﴿جب قرآن پڑھا جائے، اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو﴾

جب اس آیت کا شان نزول نماز کے بارہ میں نہیں۔ تو پھر اس سے فاتحہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلف الامام کے عدم جواز پر استدلال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

نمبر ۵ اگر آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کا شان نزول نماز کے بارہ میں تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ مقتدی جہری نماز میں قرأت نہ پڑھیں بلکہ امام کی قرأت کو سنیں لیکن اس آیت سے یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ مقتدی امام کے پیچھے آہستہ اور سکتات کے درمیان بھی نہ پڑھے۔ کیونکہ آہستہ، خصوصاً امام کے سکتوں میں امام کے پیچھے پڑھنے سے قرأت میں منازعت نہیں پیدا ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ آیت کے بعد کی آیت میں وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ فرما کر آہستہ پڑھنے کا حکم دیا نیز جہری قرأت کے وقت آہستہ پڑھنے کا ثبوت خود فقہ حنفیہ میں بھی موجود ہے۔

نمبر ۱ ھدایہ میں ہے کہ صبح کی جماعت ہو رہی ہو تو نمازی یعنی مقتدی مسجد کے دروازہ پر صبح کی سنتیں پڑھ سکتا ہے۔

نمبر ۲ خطبہ کی حالت میں خطیب جب آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ (اَلْاٰیَةَ) پڑھے۔ تو سامع زبان سے آہستہ درود پڑھے۔ اس مقام پر علامہ عینیؒ حنفی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ خطبہ میں درود پڑھنے سے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی مخالفت لازم آتی ہے تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ اِذَا صَلّٰی فِیْ نَفْسِهٖ وَ نَصَتَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَكَتَ يَكُوْنُ اٰتِيًا بِمُوْجَبِ الْاَمْرَيْنِ الْبَنَايَه.

﴿جب سامع نے خاموش رہ کر آہستہ درود پڑھ لیا ہے تو اس نے ہر دو حکموں کو تعمیل کی ہے﴾ علامہ عینیؒ کے اس فیصلہ سے ثابت ہوا کہ سامع یا مقتدی درود یا قرأت آہستہ پڑھ لیں تو انصات اور استماع کے منافی نہیں ہے۔ نیز فقہ حنفیہ میں یہ بھی ہے۔ کہ مقتدی بعد میں جماعت میں شامل ہو تو تکبیر کہے اور ثناء پڑھ لے۔ مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہو گیا۔ کہ جہری قرأۃ کے وقت مقتدی اور سامع اگر آہستہ پڑھ لیں تو فقہ حنفیہ کی رو سے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ آیت کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

﴿عبرت ناک منظر﴾

تو یہ ہے کہ فقہ حنفیہ میں قرأت قرآن کے وقت درود آہستہ پڑھنے سے اس آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی مخالفت نہ ہو صبح کی جماعت ہو رہی ہو۔ مقتدی مسجد کے دروازہ پر سنتیں پڑھ لے اور اس سے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی مخالفت نہ ہو مقتدی کے ثناء پڑھنے اور تکبیر تحریمہ کہنے سے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی مخالفت نہ ہو۔ لیکن جب صحیح حدیث پیش کی جائے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو فورا کہا جائے۔ کہ مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ بتایئے اتباع رسول ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کا نام ہے؟

اصول فقہ کی مخالفت

پہلی دلیل اصول فقہ میں مقرر ہو چکا ہے کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اور آیت فَاقْرَءُ وْ ا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ میں تعارض ہے۔ اس لیے دونوں آیتیں استدلال کے قابل نہیں۔ (الانوار، ص ۱۹۳)

اس لئے علماء حنفیہ میں سے جس نے بھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ سے استدلال کر کے فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے انہوں نے اصول فقہ کی مخالفت کی ہے۔

دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے جہری نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ کیا تم میں سے میرے ساتھ کسی نے قرأت پڑھی ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ جی ہاں! آپؐ نے فرمایا:

اِنِّی اَقُوْلُ مَا لِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَھَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاۃِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَھَرَ بِالْقِرَاۃِ مِنَ الصَّلٰوتِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذَالِکَ مِنْہُ

کہ میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ سے قرآن کھینچا جاتا ہے کہا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ نمازوں میں قرأت پڑھنے سے رک گئے۔ جب لوگوں نے آپ کا ارشاد سن لیا۔

استدلال مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرأت پڑھنے سے روکا۔ اور لوگ آپ کا ارشاد سن کر قرأت پڑھنے سے رک گئے۔ لہذا مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ سورۃ فاتحہ بھی قرأت میں شامل ہے

تنقید اول تو فَانْتَهَى النَّاسُ لوگ رک گئے، یہ حدیث نہیں بلکہ زہری کا اپنا کلام ہے۔ چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں کہ فَانْتَهَى النَّاسُ کے مدرج ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

نمبر ۲ زہریؒ کے اس کلام کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ امام کے ساتھ مطلق قرأت پڑھنے سے رک گئے بلکہ ان کے کلام کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگ جہری قرأت پڑھنے سے رک گئے۔ کیونکہ قرأت میں منازعت کا سوال جہری قرأت پڑھنے سے ہو سکتا ہے۔ سری قرأت پڑھنے سے قرأت میں منازعت نہیں پیدا ہوتی۔

نمبر ۳ مذکورہ بالا حدیث کا راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ ان کا فتوی صفحہ نمبر ۳۹ پر گزر چکا ہے۔ کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھ لینی چاہئے۔ اس لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم اور معنی وہی مراد لیا جائے گا جو ان کے فتوی کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے۔ اِنَّ رَاوِیَ الْحَدِیْثِ اَوْرٰی بِمُرَادِ الْحَدِیْثِ مِنْ غَیْرِہٖ ﴿کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے۔﴾

ان وجوہات کی بناء پر مذکورہ بالا حدیث سے یہ استدلال کرنا کسی طرح صحیح نہیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے

تیسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ لوگ رسول ﷺ کے پیچھے قرأت پڑھتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا خَلَطْتُمْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ ﴿تم نے میری قرأت کو خلط کر دیا﴾

تنقید بشرط صحت اس واقعہ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرأت بالجہر پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے قرأت بالجہر پڑھنے سے روکا ہے۔ کیونکہ جہری آواز سے قرأت خلط ملط ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف اگر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھی جائے تو اس سے نہ قرأت میں منازعت پیدا ہوتی ہے اور نہ قرأت کے خلط ملط ہونے کا امکان ہے۔

چوتھی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ حدیث میں ہے۔ وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا ﴿کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنقید نمبرا تو یہ جملہ اکثر حفاظ کے نزدیک غیر محفوظ ہے چنانچہ بیہقی میں ہے کہ اس جملہ کے عدم صحت پر محدثین ابوداوٗدؒ، ابوحاتم ابن معینؒ، حاکمؒ، دار قطنیؒ کا اتفاق ہے۔

نمبر۲ بشرط صحت وَاِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا کا مفہوم عام ہے جو فاتحہ اور غیر فاتحہ کو شامل ہے۔ حضرت عبادہؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ وغیرہم کی احادیث خاص ہیں۔ عام کو خاص پر محمول کیا جائے گا۔ اس لئے وَاِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوْا کا معنی یہ ہوگا۔ کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت کو جب امام پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں۔

پانچویں دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حدیث میں ہے۔

مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ

﴿کہ جس شخص کا امام ہو امام کی قرأت حکما مقتدی کو شامل ہے۔﴾

اس حدیث کے بارہ میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:۔

تنقید نمبرا حَدِيْثُ مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ له قِرَاءَةٌ مَشْهُوْرٌ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَلَهُ طُرُقٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَكُلُّ مَعْلُوْلَةٌ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ یہ حضرت جابرؓ کی حدیث مشہور ہے اس کی بہت سی اسناد ہیں لیکن وہ تمام کی تمام معلول ہیں ﴾

اور دار قطنی نے بھی اسے معلل کہا ہے:

نمبر۲ بشرط صحت اس کا یہ مطلب ہوگا کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی امام کی قرأت حکماً مقتدی کی قرأت ہے۔ چنانچہ امام زیلعی حنفیؒ فرماتے ہیں۔ کہ

حَمَلَ الْبَيْهَقِيُّ هَذِهِ الْأَحَادِيْثَ عَلَى مَا عَدَا الْفَاتِحَةِ.

﴿ امام بیہقیؒ نے مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ روایتوں کا اطلاق فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت پر محمول کیا ہے ﴾

نمبر۳ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے۔ کہ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ حدیث کے راوی ابو سعیدؓ، ابو ہریرہؓ اور انسؓ تمام کے تمام خلف الامام پڑھا کرتے تھے (بیہقی)

﴿ مولانا عبدالحیٔ حنفی لکھنویؒ کا منصفانہ فیصلہ ﴾

مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ کے بارہ میں منصفانہ فیصلہ فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَيْسَ عَلٰى تَرْكِ الْفَاتِحَةِ بَلْ يَحْتَمِلُهَا وَيَحْتَمِلُ قِرَأَةَ مَا عَدَاهَا وَتِلْكَ الرِّوَايَاتُ يَعْنِيْ رِوَايَاتِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُبَادَةَ وَ غَيْرِهِ فِي الْقِرَأَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ تَدُلُّ عَلٰى وُجُوبِ الْقِرَأَةِ الْفَاتِحَةِ وَ اِسْتِحْسَانِهَا نَصًّا يَنْبَغِىْ تَقْدِيْمُهَا عَلَيْهِ. قَطْعًا. ﴿یہ حدیث قراۃ فاتحہ کے ترک پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس سے سورۃ فاتحہ اور دیگر قراۃ (دونوں) کے ترک کا احتمال ہے۔ لیکن حضرت عبادہؓ وغیرہ کی احادیث امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے وجوبا یا استحسانا بصورت نص دلالت کرتی ہیں۔ پس حضرت عبادہؓ وغیرہ کی احادیث کا اس حدیث سے مقدم کرنا قطعی لازمی ہے﴾

چھٹی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ.

﴿جس شخص نے نماز کی کسی رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی وہ شرعا معتبر نہیں ہاں امام کے پیچھے ہو تو سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے﴾

تنقید اس روایت کے متعلق ترمذی معہ شرح تحفہ ص ۲۵۶ میں ہے کہ یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں بلکہ حضرت جابرؓ کا قول ہے۔ اور صحابی کا اپنا قول اور اسکی اجتہادی رائے اور دیگر کسی بزرگ کا قول نصوص قطعیہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ حنفیہ کے مشہور امام ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِیِّ حُجَّةٌ مَالَمْ یَنْفِهِ شَیْءٌ مِنَ السُّنَّةِ

﴿صحابی کا قول حجت ہے جب تک سنت اس کے خلاف نہ ہو﴾

﴿تبصرہ﴾

جب احادیث صحیحہ مرفوعہ سے فاتحہ خلف الامام کا پڑھنا ثابت ہے تو ان کے مقابلہ میں کسی صحابی یا تابعی کے قول سے فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز پر استدلال کرنا سنت کے انکار کے مترادف ہے۔ جو کسی طرح بھی درست نہیں۔ ہاں اگر منع قرأت کے بارہ میں آثار صحیحہ پائے جائیں۔ تو ان کو احادیث صحیحہ مرفوعہ کے خلاف محمول نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ حنفیہ کے مشہور امام ابن ہمامؒ وغیرہ کے ارشاد کے مطابق تطبیق دی جائے۔

لَا بُدَّ اَنْ تُحْمَلَ عَلٰی قِرَأَةِ السُّوْرَةِ الَّتِیْ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ اَوْعَلٰی الْجَهْرِ بِالْقِرَأَةِ مَعَ الْاِمَامِ لِئَلَّا تَخَالَفَ الْاَحَادِیْثُ الْمَرْفُوْعَةَ الصَّحِیْحَةَ.

﴿آثار صحابہ کو سورۃ فاتحہ کے علاوہ دوسری قراۃ پر محمول کیا جائے یا امام کے ساتھ جہری قراۃ پر تا کہ آثار اور احادیث مرفوعہ میں کوئی مخالفت نہ پیدا ہو﴾

درحقیقت کسی صحابیؓ کا یا تابعیؒ کا قول بسند صحیح ایسا نہیں ہے جس سے واضح ہو کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ البتہ بعض صحابہؓ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اقوال میں مطلق قرأت کی ممانعت کا ذکر ہے بشرط صحت ان اقوال کو سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت پر محمول کیا جائے گا۔

کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ:

"امام، مقتدی، منفرد سب کو نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ اس کے خلاف ایک حدیث صحیح اور مرفوع نہیں ہے جس سے ظاہر ہو کہ مقتدی کو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اور جن احادیث میں منع قرأت یا کفایت قرأت کا ذکر ہے وہ یا تو صحیح نہیں اور اگر صحیح ہیں تو مرفوع نہیں۔ بایں ہمہ اگر منع قرأت کی احادیث مثلاً وَاِذَا قُرِئَ فَاَنْصِتُوْا اور مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ وغیرہ کو جہری قرأت سے ممانعت پر محمول کیا جائے۔ اور جن احادیث میں مقتدی کی کفایت قرأت کی تلقین ہے اس سے فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت مراد لی جائے۔ تو تمام احادیث میں موافقت ہو جائے گی اور قرأت کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے"

قیاسی اعتراضات اور ان کے جوابات

امام ضامن ہے حنفیہ کی طرف سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حدیث میں امام کو ضامن کہا گیا ہے۔ لہٰذا امام قرأت پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔

تنقید نمبر ۱ یہ ٹھیک ہے کہ حدیث میں امام کو ضامن کہا گیا ہے لیکن اس جگہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضامن کا یہ معنی نہیں جو انھوں نے سمجھا ہے۔ بلکہ اس جگہ ضمانت کا معنی رعایت اور حفاظت کا ہے۔ یعنی نماز میں امام بوڑھوں، بیماروں، کمزوروں کا لحاظ کرے اور قرأت وغیرہ میں مقتدیوں کی رعایت اور ارکان نماز کی ادائیگی میں سنت نبوی کا احترام کرے۔ لہٰذا اس جگہ ضمانت کے یہ معنی کہ مقتدی بالکل خاموش رہیں غلط ہے بلکہ حدیث میں ہے: اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ فَمَا صَنَعَ فَا صْنَعُوْا ﴿کہ امام ضامن ہے جو امام کرے تم بھی کرو﴾

(مجمع الزوائد مصری بحوالہ طبرانی اوسط ج ۲ ص ٦٦)

نمبر ۲ خود فقہ حنفیہ میں پایا جاتا ہے۔ کہ مقتدی بعد میں جب امام کے ساتھ شامل ہو تو تکبیر کہے اور ثناء پڑھے اگر امام کی ضمانت اس طرح کی ہے کہ مقتدی بالکل خاموش رہیں تو تکبیر اور ثناء کے معاملہ میں حنفیہ نے امام کی ضمانت کو کیوں تسلیم نہیں کیا؟

دربار کا احترام یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ احترام کا تقاضا یہ ہے کہ دربار شاہی میں وفد کی طرف سے ایک نمائندہ کلام کرے اور باقی خاموش رہیں۔ اسی طرح اللہ کے دربار میں امام قرأت پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔

تنقید اللہ تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہ پر قیاس کرنا درست نہیں اس لئے کہ دنیاوی بادشاہ کے دربار میں وفد کا صرف نمائندہ اس لئے کلام کرتا ہے کہ بادشاہ تمام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

افراد کی گفتگو ایک وقت میں سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کے برعکس ہمارا حقیقی خدا ایک لحہ میں تمام کائنات کی جہری، سری دعاؤں اور آرزوؤں کو سنتا اور جانتا ہے۔ اس لئے خداوند حقیقی کو دنیا کے ایک عاجز اور کمزور بادشاہ پر قیاس کر کے مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے روکنا عقل مندی نہیں ہے۔

رکوع کی رکعت یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس بات پر اجماع ہے کہ رکوع میں رکعت ہو جاتی ہے تو فاتحہ کا پڑھنا ضروری نہ رہا۔

تنقید رکوع میں شامل ہونے سے رکعت کا ہونا۔ اتفاقی اور اجماعی مسئلہ نہیں ہے۔ امام بخاریؒ، حافظ ابن حجرؒ اور امام بیہقیؒ وغیرہم محدثین رکوع کی رکعت کے قائل نہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَدْرَکَ الْاِمَامَ فِی الرَّکُوْعِ فَلْیَرْ کَعْ مَعَهٗ وَلْیُعِدِ الرَّکْعَة

﴿جو شخص رکوع میں امام کو پائے تو اس کے ساتھ رکوع کرے اور بعد میں رکعت لوٹائے﴾ (جزء القراۃ، بخاری، ص)

وضاحت رکوع میں رکعت کے نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو قیام فوت ہو جاتا ہے دوسرے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔ اور یہ دونوں نماز کے اہم ترین رکن ہیں۔

مرض موت اس بیماری میں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ تو آپ امام بنے اور قرأت کو وہاں سے شروع کیا جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قرأت چھوڑی تھی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری نہیں ورنہ آپ سورۃ الحمد سے قرأت شروع کرتے۔

تنقید وَاَخذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاْءَةِ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ اَبُوْ بَكْرٍ۔

﴿ یعنی رسول اللہ ﷺ نے قرأت اس جگہ سے شروع کی جہاں سے ابوبکرؓ پڑھ رہے تھے یہ الفاظ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایات میں ملتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت میں ایک راوی ابومعاویہؒ ہے۔ جو مجہول العین ہے۔ دوسرا راوی عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہے تقریب میں ہے کہ ضَعِيْفٌ مِنَ السَّابِعَةِ ﴿ یعنی یہ ساتویں طبقہ کا راوی ہے جو ضعیف ہے ﴾

ابن عباسؓ کی جن روایات میں یہ الفاظ ہیں۔ ان کا دارومدار ابواسحٰق سبیعی پر ہے۔ آخر عمر میں ان کا حافظہ مختلط ہو گیا تھا۔ زکریا اور اسرئیل نے ان روایات کو حافظہ مختلط ہونے کے بعد ابواسحٰق سے روایت کیا ہے جیسا کہ میزان میں ہے۔ لہٰذا ابن عباس کی یہ روایات ضیعف ہیں۔

نمبر۲ ابن عباسؓ کی روایات مذکورہ میں ہے۔ کہ نماز جہری تھی۔ مگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہؓ کی روایت جس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی۔ لہٰذا حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کی مقابلہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت قابل حجت نہیں ہے۔

نمبر ۳ اس حدیث میں صرف اتنا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جہاں قرأت چھوڑی تھی وہاں سے آپ نے پڑھنا شروع کر دی۔ اس میں نہ سورۃ فاتحہ کے ترک کا ذکر ہے اور نہ ہی پڑھنے کا چونکہ آپ کے اس ارشاد کے تحت کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نے تکبیر تحریمہ کے بعد سورۃ فاتحہ کو آہستہ پڑھ لیا ہو اور بلند آواز سے قرأت اس جگہ سے شروع کی ہو جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چھوڑی تھی اگر فرض کر لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ نے امام ہو کر سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ حالانکہ حنفیہ کے نزدیک امام کے ذمہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ حنفیہ کا جو اعتراض اہلحدیث پر ہے، وہی اعتراض ان پر ہے۔

فصل ۴

رفع الیدین

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿کہ تم نماز ایسے پڑھو جیسے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو﴾ یہ بات پایہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہؐ تکبیر تحریمہ کے وقت رکوع کو جاتے ہوئے رکوع سے اٹھتے ہوئے تشہد سے فارغ ہو کر، تیسری رکعت کو اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

پہلی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ:

رَأَیتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ حِیْنَ یُکَبِّرُ لِلرُّکُوْعِ وَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ.

﴿میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز کو کھڑے ہوتے وقت دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھاتے اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی ایسا ہی کرتے﴾ (بخاری، ج ۱، ص ۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مذکورہ بالا حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اسمیں یہ الفاظ موجود ہیں: فَمَا زَالَتْ تِلْکَ الصَّلٰوۃُ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ.

﴿کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کی ملاقات (مرتے دم) تک نماز میں رفع الیدین کرتے رہے﴾ (بیہقی ج ص)

دوسری حدیث عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ اَنَّہٗ رَأَی مٰلِکَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ وَ اِذَا اَرَادَاَنْ یَرْکَعَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَفَعَ يَدَيْهِ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ حَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا (مسلم، ج۱، ص۱۶۸)

﴿ ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مالک بن الحویرث کو دیکھا وہ جب نماز پڑھتے، تکبیر کہتے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے ﴾

حضرت مالک بن الحویرثؓ کے بیان اور عمل سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آخری عمر تک نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رکوع کو جاتے۔ اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اس لئے کہ مالک بن الحویرثؓ ۹ ھ میں اسلام لائے اور حضور ﷺ کی وفات ۱۱ ھ میں ہوئی ہے۔

تیسری حدیث حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے دس صحابہؓ کی موجودگی میں حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کا جو طریقہ بیان کیا وہ حسب ذیل ہے:

اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَ يَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يُصَبِّىْ رَأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا

اَلْحَدِيْث (ابوداؤد، بحوالہ مشکوٰۃ، ج، ص۷۶)

﴿رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ اپنے کندھوں کے برابر کرتے۔ پھر تکبیر کہتے پھر پڑھتے پھر تکبیر کہتے اور ہاتھ اٹھاتے حتی کہ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں تک رکھتے۔ پھر برابر ہوتے سر کو نہ نیچے کرتے اور نہ اوپر اٹھاتے۔ پھر سر اٹھاتے، کہتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ پھر ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ اپنے کندھوں تک کرتے﴾

جب دس صحابہؓ نے ابوحمید کی زبان اور عمل سے حضور ﷺ کی اس نماز کا طریقہ سنا تو سب نے بیک زبان کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ رسالت ماب ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ تاحین حیات آپ نماز میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

چوتھی حدیث

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

اَنَّهُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَ يَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذْ قَضٰى قِرأَتَهٗ وَ اَرَادَ اَنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَرْكَعَ وَ يَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلوتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَالِكَ وَ كَبَّرَ .

﴿رسول اللہ ﷺ جب فرضی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے اپنے کندھوں کے برابر تک ہاتھ اٹھاتے اور جب قرأت پوری کر کے رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔ نماز میں بیٹھنے کی حالت میں رفع الیدین نہ کرتے اور جب دو رکعت پوری کر کے اٹھتے تو بدستور رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے﴾

(ابوداؤد مع شرح عون المعبود، ج۱، ص ۲۷۱)

پانچویں حدیث وائل بن حجرؓ نے نبی ﷺ کی نماز بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلوٰةِ كَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَ كَبَّرَ وَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انھوں نے رفع الیدین کی جب نماز میں داخل ہوئے تکبیر کہی پھر اپنے کپڑے کو اوڑھ لیا پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا پس جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھوں کو نکالا رفع الیدین کی اور تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا رفع الیدین کی جب سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا﴾ (مسلم، ج۱، ص ۱۷۳)

چھٹی حدیث

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَ اِذَا رَكَعَ.

﴿آپ نماز میں داخل ہوتے، رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے﴾ (ابن ماجہ ص ۶۱)

ساتویں حدیث

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلٰوةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَ اِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ وَ اِذَا رَفَعَ لِلسُّجُوْدِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ. (ابوداؤد، ج۱، ص ۱۰۸)

﴿رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے جب تکبیر کہتے اور رکوع کرتے اور رکوع سے سجدہ کے لئے سر اٹھاتے اور دو رکعت سے کھڑے ہو کر اپنے کندھوں تک رفع الیدین کرتے تھے﴾

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں حدیث حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھائی چنانچہ: فَكَبَّرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ لِلرُّكُوْعِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا فَاصْنَعُوْا. ﴿انھوں نے تکبیر تحریمہ کہی اور رفع الیدین کی پھر رکوع کے لئے تکبیر کہی اور ہاتھ اٹھائے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور رفع الیدین کی پھر فرمایا تم بھی ایسا ہی کرو﴾ (دارقطنی ج۱،ص۲۹۲)

نویں حدیث حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ.

﴿کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز شروع کرتے اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے﴾ (بیہقی،ج۱،ص۷۷)

الغرض رفع الیدین کے بارہ میں کتب احادیث میں اس کثرت کیساتھ روایات موجود ہیں۔ کہ شائد ہی دوسرے مسائل میں روایات کی یہ کثرت پائی جائے۔ بلکہ امام بخاریؒ نے لکھا ہے کہ حضرت حسنؒ اور حمید بن بلالؒ نے فرمایا:

كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَسْتَثْنِ أَحَدًا مِنْهُمْ ﴿کہ رسول اللہ ﷺ کے بلا استثناء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام صحابہؓ رفع الیدین کرتے تھے﴾ تلخیص الجیر ص ۸۷ پر ہے:

وَ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَ يْهِ۔ ﴿اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے رفع الیدین نہ کی ہو﴾

(حاکم ج ص میں ہے:

لَيْسَ بِسُنَّةٍ مِنَ السُّنَنِ رَوَاهُ الْعَشْرَةُ الْمُبَشَّرَةُ غَيْرَ رَفْعِ الْيَدَيْنِ۔ ﴿کہ رفع الیدین کے علاوہ اور کوئی سنت نہیں ہے کہ جس کو عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو﴾

﴿مسلک آئمہ اربعہؒ﴾

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ

تینوں ہی امام رفع الیدین کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ ترمذی میں ہے۔

بِهٖ يَقُوْلُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَ الشَّافِعِيُّ وَ اَحْمَدُوَ اِسْحَاقَ ﴿عبداللہ بن مبارکؒ شاگرد امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ رفع الیدین کی مشروعیت کے قائل ہیں﴾ (ترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی ج۱، ص۲۱۹)

امام مالکؒ کے بارہ میں ابن عبدالبر میں ہے۔ نَقَلَ الْخِطَابِيُّ وَ تَبِعَهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْطَبِیُّ فِی الْمَفْهَمِ اَنَّه' اٰخِرُ قَوْلِ مَالِکٍ وَ اَصَّحَهَا.

﴿کہ خطابی اور قرطبی بیان کرتے ہیں۔ کہ امام مالکؒ کا آخری اور صحیح قول رفع الیدین کرنا ہے﴾ (فتح الباری ج۱، ص۲۰۴)

﴿محققین علماء کا فیصلہ﴾

امام محمد بن نصر مروزیؒ

فرماتے ہیں: اِجْتَمَعَ عُلَمَاءُ الاَمْصَارِ عَلٰی مَشْرُوْعِیَّةِ ذٰلِکَ اِلَّا اَهْلَ الْکُوْفَةِ. ﴿کوفیوں کے علاوہ تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ رفع الیدین کرنی چاہیے﴾ (فتح الباری ج۱، ص۲۰۴)

امام محمد امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید اپنی مشہور تصنیف مؤطا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَ اِذَا رَکَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَه' مِنَ الرُّکُوْعِ. ﴿کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے، رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے تھے﴾ (مؤطا امام محمد، ص۸۹)

محدث ہند شاہ ولی اللہؒ

آپ فرماتے ہیں: وَالَّذِیْ یَرْفَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّنْ لَا یَرْفَعُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ کہ میں رفع الیدین نہ کرنے والے کے مقابلہ میں رفع الیدین کرنے والے کو دوست رکھتا ہوں ﴾ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۸)

علامہ سندھی حنفیؒ

فرماتے ہیں کہ: اَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّ ذٰلِکَ الْحَدِیْثَ نَاسِخٌ لِرَفْعِ غَیْرَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِفْتِتَاحِ فَھُوَ قَوْلٌ بِلَا دَلِیْلٍ.

﴿ کسی شخص کا یہ کہنا کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسری جگہ رفع الیدین منسوخ ہے بلا دلیل ہے ﴾ (حاشیہ ابن ماجہ ج ۱، ص ۱۴۶)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفیؒ

آپ فرماتے ہیں: مَا اَقْبَحَ کَلَامَہٗ وَ مَا اَضْعَفَہٗ اَنْ تُفْسَدَ الصَّلٰوۃُ بِمَا تَوَاتَرَ فِعْلُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ﴿ کہ یہ کہنا کہ رفع الیدین کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کس قدر برا اور کمزور قول ہے۔ حالانکہ رفع الیدین کا کرنا رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے ﴾ (تعلیقات فوائد البھیہ ص ۵۰)

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سنن نماز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَ الرُّكُوْعِ وَ الرَّفْعِ مِنْهُ.

﴿تکبیر تحریمہ کے وقت رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا کرنا مسنون ہے﴾ (غنیۃ الطالبین، ص ۱۰)

مقام تفکر مذکورو بالا چند ایک مرفوع احادیث، تعامل صحابہؓ، مسلک آئمہؒ اور محقق علماء کا نظریہ مطالعہ کرنے کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ رفع الیدین نماز میں نہ کی جائے۔ مگر اس کے باوجود بعض لوگ جو نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے ان کے پاس نہ تو کوئی صحیح مرفوع حدیث ہے نہ تعامل صحابہؓ سے باسند صحیح اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع الیدین نہیں کرنی چاہیئے۔

﴿عدم رفع الیدین کے دلائل اور ان کا تجزیہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، براء بن عاذبؓ، جابر بن ثمرہؓ، ابن عمرؓ سے مرفوع روایات اور حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ سے ان کا اپنا عمل پیش کر کے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا دوسرے مقامات میں رفع الیدین نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن یہ تمام مذکورہ دلائل محدثین کے نزدیک تسلیم کے قابل نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حدیث ابن مسعودؓ اور علماء کی آراء﴾

نمبر ۱ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کے بارہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ حَدِيْثُ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿یعنی ابن مسعودؓ کی حدیث ثابت ہی نہیں﴾ (ترمذی ج ۱، ص)

نمبر ۲ ابن ابی حاتمؒ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: هٰذَا حَدِيْثُ خَطَأٌ. ﴿کہ یہ حدیث غلط ہے﴾ (تلخیص، ص ۸۳)

نمبر ۳ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيْفٌ ﴿کہ یہ حدیث ضعیف ہے﴾

نمبر ۴ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: هُوَ فِي الْحَقِيْقَةِ اَضْعَفُ شَيْءٍ يَقُوْلُ عَلَيْهِ لِاَنَّ لَهُ عِلَلًا تُبْطِلُهُ. ﴿یہ بہت ہی کمزور روایت ہے۔ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں جو اس حدیث کو باطل کرتی ہیں﴾ (تلخیص، ص ۸۳)

نمبر ۵ ابوداؤد فرماتے ہیں: لَيْسَ هُوَ بِصَحِيْحٍ.

﴿کہ یہ حدیث صحیح نہیں﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۶ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: لَمْ یَثْبُتْ عِنْدِیْ حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ. ﴿کہ ابن مسعود کی روایت میرے نزدیک ثابت نہیں﴾

(سنن الکبری بیہقی ص ۹)

﴿تبصرہ﴾

اگر بالفرض ابن مسعودؓ کی حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تو رفع الیدین کی بکثرت احادیث متواترہ کے پیش نظر ماننا پڑے گا کہ رفع الیدین کے بارہ میں ان کو غلطی لگی ہے۔ جس طرح اور امور میں ان سے غلطی ہوئی ہے چنانچہ ان کا خیال ہے کہ:

نمبر ۱ سورۃ فلق اور سورۃ الناس قرآن مجید میں سے نہیں ہیں

(تفسیر ابن کثیر ج ص)

نمبر ۲ نماز میں تطبیق (رکوع میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنا) کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تطبیق منسوخ ہے

نمبر ۳ آپ سورۃ الیل میں وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی کی بجائے وَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی پڑھتے رہے حالانکہ مشہور قرأت وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور علماء کی آراء﴾

نمبر۱ ابوداؤد میں موجود ہے۔اس میں ثُمَّ لَمْ یَعُدْ کا لفظ ہے جس کا معنی ہے کہ آپ نے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کر کے پھر رفع الیدین نہیں کی مگر محدثین رَحِمَهُمَ اللّٰهُ فرماتے ہیں کہ لَمْ یَعُدْ کا لفظ حدیث کا ٹکڑا نہیں بلکہ مدرج ہے۔

نمبر۲ نیز اس حدیث کا ایک راوی یزید بن ابی زیاد ہے۔آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔اس لئے محدثین اس حدیث کو استدلال کے قابل نہیں سمجھتے۔چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: هٰذَا حَدِيْثٌ وَاهٍ

﴿یعنی یہ حدیث ردی ہے﴾ (تلخیص ص ۸۳)

نمبر۳ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ، یحییٰ رحمہ اللہ، دارمی رحمہ اللہ اور حمیدی رحمہ اللہ وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔

﴿حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور علماء کی آراء﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ: مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ.

﴿کہ تم سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہو۔ نماز میں سکون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکڑو ﴾ (مسلم، ج ، ص)

نمبر ۱ یہ جابر بن سمرہؓ کی حدیث ہے لیکن اس میں زیر بحث رفع الیدین کے روکنے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ چنانچہ ابن حبانؒ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اُمِرُوْا بِالسُّکُوْنِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الْاِشَارَۃِ بِالتَّسْلِیْمِ دُوْنَ الرَّفْعِ الثَّابِتِ عِنْدَالرُّکُوْعِ.

﴿ کہ اس حدیث میں لوگوں کو سلام کہنے کے وقت اشارہ کرنے سے روکا گیا ہے اس حدیث میں رفع الیدین سے نہیں روکا گیا جو ثابت ہے ﴾ (تلخیص، ص ۸۳)

نمبر ۲ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جابر بن سمرہؓ کی حدیث سے رفع الیدین کے نہ کرنے پر استدلال کیا ہے فَلَیْسَ لَہٗ حَظٌّ مِنَ الْعِلْمِ. ﴿وہ پرلے درجے کا جاہل ہے﴾ (جزء رفع الیدین، ص)

﴿حدیث ابن عمرؓ اور علماء کی آراء﴾

نمبر ۱ اس حدیث کو بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں: وَھُوَمَقْلُوْبٌ مَوْضُوْعٌ

﴿ کہ یہ حدیث مقلوب اور بناوٹی ہے ﴾ (تلخیص، ص ۸۳)

نمبر ۲ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: قَالَ الْحَاکِمُ ھٰذَا بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿کہ حاکم نے کہا یہ حدیث بے بنیاد اور بناوٹی ہے﴾

﴿آثار صحابہؓ﴾

﴿حضرت عمرؓ کا اثر اور علماء کی آراء﴾

نمبر ۱ آثار صحابہؓ میں سے ایک اثر حضرت عمرؓ کا پیش کیا جاتا ہے جس کو طحاوی، ابن ابی شیبہؒ نے روایت کیا ہے۔ لیکن اس اثر میں حسن بن عیاش راوی ہے جو ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کا لفظ بیان کرتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں سفیان اس لفظ کا ذکر تک نہیں کرتا۔ جس بنا پر حسن بن عیاش کی روایت کے بارہ میں حاکم نے فیصلہ کر دیا ہے۔

هَذِهِ الرِّوَايَةُ شَاذَةٌ لَا يَقُوْمُ بِهَا الْحُجَّةُ ﴿کہ یہ روایت شاذ ہے جو استدلال کے قابل نہیں﴾ (درایہ، ج ص)

﴿حضرت علیؓ کا اثر اور علماء کی آراء﴾

نمبر ۱ حضرت علیؓ کا اثر پیش کیا جاتا ہے۔ جس کو طحاویؒ نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں عاصم بن کلیب راوی ہے۔ جس کے بارہ میں ابن المدینیؒ نے فرمایا ہے لَا يُحْتَجُّ بِمَا انْفَرَدَ بِهِ

﴿کہ یہ راوی منفرد ہونے کی صورت میں حجت نہیں﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر۲ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس اثر کا ذکر عبدالرحمٰن بن مہدیؒ نے امام ثوریؒ کے پاس کیا تو انھوں نے اس اثر کا انکار کر دیا۔ (جزرفع الیدین ص)

﴿ابن عمرؓ کا اثر اور علماء کی آراء﴾

ابن عمر کا اثر پیش کیا جاتا ہے جس کو طحاویؒ، ابن ابی شیبہؒ نے روایت کیا ہے۔ لیکن یہ اثر بھی کئی ایک وجوہات سے استدلال کے قابل نہیں

نمبر۱ یہ روایت شاذ ہے۔ کیونکہ مجاہد نے اس روایت میں ابن عمرؓ کے تمام ثقہ اور حافظ شاگردوں کی مخالفت کی ہے۔

نمبر۲ امام یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں. حَدِیْثُ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ حُصَیْنٍ اِنَّمَا تَوَ هُمٌ مِنْهُ لَا اَصْلَ لَهُ'. ﴿کہ ابو بکر کی حدیث جو حصین سے مروی ہے یہ اس کا اپنا وہم ہے۔ جس کی کوئی اصل نہیں﴾ (جزرفع الیدین، ص۹)

نمبر۳ حضرت ابن عمرؓ رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکر مارا کرتے تھے۔ تو خود رفع الیدین کو کس طرح ترک کر سکتے ہیں؟

﴿قابل غور بات﴾

بخاری و مسلم میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر ابن عمرؓ کی طرف رفع الیدین نہ کرنے کی نسبت کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین بالجہر

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں قبولیت کا شرف وہ نماز حاصل کرنے کا حق رکھتی ہے جس کی ادائیگی سنت کے مطابق ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ ؓ کرام کا مسلک ہے۔

پہلی حدیث عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ. وَقَالَ آمِيْنَ وَ مَدَّ بِهَا صَوْتَه‘

﴿وائل بن حجرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھ کر آمِیْن کہا اور اپنی آواز کو بلند کیا﴾ (جامع ترمذی ج ص)

اعتراض مذکورہ حدیث کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ مَدَّ بِهَا صَوْتَه کا معنی آواز کو بلند کرنے کا نہیں بلکہ لفظ آمین کے الف کو مد کے ساتھ پڑھنے کا ہے۔

جواب لیکن جن لوگوں نے مَدَّ بِهَا صَوْتَه کا یہ معنی بیان کیا ہے۔ ان کا یہ معنی کسی طرح بھی درست نہیں۔ کیونکہ مَدَّ بِهَا صَوْتَه کا اطلاق رَفْعُ صَوْتٍ یعنی آواز کے بلند کرنے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جنگ احزاب اور خندق کے موقع پر اشعار اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا الخ پڑھے۔ راوی ان کو بیان کر کے کہتا ہے یَمُدُّ صَوْتَهٗ بِاٰخِرِھَا کہ رسول اللہ ﷺ آخری کلمات کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں وائل بن حجرؓ کی مذکورہ حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اس کی ایک روایت میں مَدَّ بِھَا کی بجائے جَھَرَ بِآمِیْنَ کا لفظ ہے اور دوسری روایت میں رَفَعَ بِھَا صَوْتَه' کا لفظ ہے ابوداؤدؒ کی ان ہر دو روایت نے واضح کر دیا ہے کہ مَدَّ بِھَا صَوْتَه' کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آمین با آواز بلند کہی ہے۔

دوسری حدیث — منتقی میں ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَا غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ وَقَالَ آمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ مَنْ یَّلِیْہِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوُدَ وَ ابْنِ مَاجَۃَ وَقَالَ حَتّٰی یَسْمَعَھَا اَھْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَیَرْتَجُّ بِھَا الْمَسْجِدُ.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ پڑھتے تو آمین کہتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف میں جو لوگ آپ کے پاس ہوتے وہ سن لیتے۔ ابوداؤد نے اس کو روایت کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ کہ صف اول کے لوگ سنتے اور ان کے آمین کہنے سے مسجد میں ایک ہر جلہ پڑ جاتا﴾ (منتقیٰ ج، ص)

تیسری حدیث عَنْ اُمِّ الْحُصَیْنِ اَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ فَسَمِعَتْ وَهِیَ فِیْ صَفِّ النِّسَآءِ اَخْرَجَهُ اِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوَیْهِ.

﴿ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ نے وَلَا الضَّالِّیْنَ پڑھا تو اٰمِیْنَ کہا۔ ام الحصین نے آپ ﷺ کی آواز کو سنا اور وہ عورتوں کی صف میں تھی﴾ (تخریج ھدایہ زیلعی ج ص)

﴿تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم﴾

امام ابوحنیفہؒ کے استاد کا قول

بخاری میں ہے عَنْ عَطَاءٍ اَمَّنَ الزُّبَیْرُ وَمَنْ وَرَاءَهٗ حَتّٰی اَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً ﴿حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاد حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ اور آپ کے مقتدیوں نے اتنی بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد میں ہر جگہ ہر جلہ پڑ گیا﴾ (بخاری ج ص)

بیہقی میں ہے عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَکْتُ مِاْئَتَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ (اَلْمَسْجِدِ الْحَرَام) اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ سُمِعَتْ لَھُمْ لَجَّۃً بِاٰمِیْنَ

﴿حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دوسو صحابہؓ کو مسجد الحرام میں دیکھا ہے کہ جب امام غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّالِّیْنَ پڑھتا تو ان کے آمین کہنے سے مسجد میں ایک ہر جلہ ہوتا﴾

(بیہقی ج ص)

﴿مسلک آئمہؒ﴾

امام ترمذیؒ وائل بن حجرؓ کی حدیث نقل کر کے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

بِہٖ یَقُوْلُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَ مَنْ بَعْدَھُمْ یَرَوْنَ اَنْ یَرْفَعَ الرَّجُلُ صَوْتَہٗ بِالتَّامِیْنِ وَلَا یُخْفِیْھَا وَبِہٖ یَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَ اَحْمَدُ وَ اِسْحٰقُ.

﴿کہ بے شمار صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور ان کے بعد آنے والے اصحاب کا یہی نظریہ ہے کہ انسان آمین بلند آواز سے کہے۔ اور آہستہ نہ کہے۔ یہی مسلک امام شافعیؒ، امام احمد اور امام اسحاقؒ کا ہے﴾ (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ج ص ۲۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکیہ ابن امیر الحاج نے حلیہ میں لکھا ہے۔ کہ اگر چہ مالکیہ کے نزدیک آمین آہستہ کہنا سنت ہے لیکن **فِیْ قَوْلٍ عِنْدَھُمْ یُجْھَرُ فِی الْجَھْرِیَّۃ.**

﴿کہ ایک قول ان کے نزدیک یہ ہے کہ جہری نمازوں میں بالجہر کہی جائے﴾

(التعلیق المجد، ص ۱۰۵)

امام ابن ہمامؒ کا منصفانہ فیصلہ

آپ فرماتے ہیں۔ **وَلَوْ کَانَ اِلَیَّ شَیْئٌ لَرَفَعْتُ بِاَنَّ رِوَایَۃَ الْحَفْضِ یُرَادُ بِھَا عَدْمُ الْقَرْعِ الْعَنِیْفِ وَرَاوِیَۃُ الْجَھْرِ بِمَعْنٰی قَوْلِھَا فِیْ زَبْرِ الصَّوْتِ وَ ذَیْلِھَا.**

وہ اگر آمین کا معاملہ میرے سپرد ہوتا تو میں اس کا اس طرح تصفیہ کرتا کیا آہستہ سے مراد ہے کہ بہت چلا کر آمین نہ کہی جائے اور جہر سے مراد ہے۔ کہ درمیانی آواز سے آمین کہی جائے﴾

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفیؒ

آپ فرماتے ہیں:

وَالْاِنْصَافُ اِلَیَّ الْجَھْرُ قَوِیٌّ مِنْ حَیْثُ الدَّلِیْل.

﴿کہ بلند آواز سے آمین کہنا دلیل کی رو سے قوی ہے﴾ (التعلیق المجد، ص ۱۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبد القادر جیلانی ہیئت نماز کو بیان کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں

وَالْجَهْرُ بِالْقِرَأَةِ وَ اٰمِيْنَ وَالْاِسْرَارُ بِهِمَا.

﴿کہ جہری نمازوں میں قرأت اور آمین جہری اور آہستہ نمازوں میں آہستہ پڑھی جائے﴾ (غنیۃ الطالبین، ص۱۰)

﴿جائزہ﴾

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ مرفوعہ، تعامل صحابہؓ، مسلک آئمہ اور تحقیق علماء سے واضح ہو چکا ہے۔ کہ جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے اور سری نمازوں میں آمین آہستہ آواز سے کہنا سنت ہے لیکن پھر بھی کہا جاتا ہے کہ نماز سری ہو یا کہ جہری آمین آہستہ کہی جائے اس دعویٰ کے ثبوت میں چند ایک مرفوع احادیث اور آثار پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث تو ترمذی میں ہے۔

﴿سری آمین کے دلائل اور ان کے جوابات﴾

پہلی حدیث عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَه.

﴿علقمہ بن وائلؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَیرَ الْمَغضُوبِ عَلَیھِمْ وَلَا الضَّالِّیْن پڑھ کر آمین کہا اور اپنی آواز کو پست کیا ﴾ (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ص ۲۰۹)

تنقیدا مذکورہ حدیث آمین آہستہ کہنے کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے اس حدیث کو شعبہؒ نے بیان کیا ہے امام ترمذیؒ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ حَدِیْثُ سُفْیَانَ اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ شُعْبَةَ فِیْ ھٰذَا وَ اَخْطَاءَ شُعْبَةُ فِیْ مَوَاضِعَ مِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ وَ اِنَّمَا ھُوَ حُجْرُ بْنُ الْعَنْبَسِ وَ یُکَنّٰی اَبَا السَّکَن وَ زَادَ فِیْهِ عَنْ عَلْقَمَةَ.

﴿ میں نے سنا ہے کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث کے مقابلہ میں صحیح ہے۔ کیونکہ شعبہ سے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے بہت ہی اغلاط ہوئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ شعبہ نے اپنی روایت میں ایک راوی حجرؒ کو ابی العنبس قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ حجر بن العنبس ہیں۔ جس کی کنیت ابوالسکن ہے۔ دوسرے حجر بن العنبس اور وائل بن حجر کے درمیان علقمہ کا واسطہ بیان کرتا ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں حجر بن العنبس اور وائل بن حجرؓ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ﴾ (ترمذی، ج ، ص)

تنقیدا وَ قَالَ خَفَضَ بِھَا صَوْتَهٗ وَ اِنَّمَا ھُوَ مَدَّ بِھَا صَوْتَهٗ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اور وہ خَفَضَ بِهَا صَوْتَه' بیان کرتا ہے حالانکہ لفظ مَدَّ بِهَا صَوْتَه' ہے﴾

نمبر ۲ اگر شعبہ کی حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو خَفَضَ کا معنیٰ اِخفا کا نہیں بلکہ خَفَضَ کا لفظ رفع کے مقابلہ میں ہے۔ جس کا معنیٰ آواز کو پست کرنا ہے اور آواز کو پست کرنا جہر کے منافی نہیں۔ کیونکہ جہر رفع میں بھی موجود ہے اور خَفَضَ میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابومحذورہؓ کو ترجیع اذان سکھاتے ہوئے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ چار مرتبہ ہے ان کو کہتے ہوئے۔ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ یعنی اپنی آواز کو بلند کر اور اَشْهَدُ کہتے ہوئے۔ تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ اپنی آواز کو پست کر۔ (مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۶۳)

وضاحت حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا ہے کہ خفض کا معنیٰ اخفاءِ صوت کا نہیں۔ بلکہ آواز کو رفع کے مقابلہ میں پست کرنے کا ہے جو جہر کے خلاف نہیں اگر خفض کا معنیٰ جہر کے منافی ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ابومحذورہؓ کو اذان سکھاتے ہوئے تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ نہ فرماتے۔ کیونکہ اذان جہری آواز سے پڑھی جاتی ہے۔

قرآنی آیت سے استدلال یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ آمین دعا ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً کہ اپنے رب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عاجزی اور آہستگی سے دعا کرو (آیت نمبر سورۃ پارہ)

(تنقید ۱) لیکن اس قسم کا استدلال بھی درست نہیں اس لئے کہ یہ دعویٰ کرنا کہ آمین دعا ہے، تسلیم شدہ امر نہیں ہے ابوداؤد میں ابو زہیر سے مروی ہے کہ:

اِنَّ اٰمِیْنَ مِثْلُ الطَّابِعِ عَلَی الصَّحِیْفَةِ۔ ﴿آمین بمنزلہ مہر کے ہے جو صحیفہ پر آخر میں لگائی جاتی ہے﴾ صحابی مذکورہ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد پیش کرتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنْ خَتَمَ بِآ مِیْنَ فَقَدْ اَوْ جَبَ .

﴿اگر دعا کرنے والے نے اپنی دعا کو آمین کے ساتھ ختم کیا تو دعا کی قبولیت کو اس نے واجب کر دیا﴾

(نمبر ۲) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آمین دعا نہیں بلکہ بمنزلہ مہر کے ہے۔

(نمبر ۳) اگر حضرت عطاءؒ کے کہنے کے مطابق آمین کو دعا تسلیم کر لیا جائے تو اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آمین اصل میں دعا ہے۔ بلکہ وہ دعا کے تابع ہے۔ کیونکہ اگر آمین بالاصالت دعا ہوتی تو دعا میں آمین کہنا کافی ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں کیا جاتا بلکہ دعا کرنے کے بعد آمین کہی جاتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین خود دعا نہیں بلکہ دعا کے تابع ہے اگر دعا جہری کی جائے تو آمین کا کہنا بھی جہری ہوگا۔ اگر دعا میں اخفا ہوگا تو آمین میں بھی اخفا ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۴ یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ دعا آہستہ مانگنی چاہیے کیونکہ امام جہری نماز میں اِهْدِ نَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ جہری آواز سے پڑھتا ہے اور وہ دعا ہے۔

دوسری حدیث نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سمرہ بن جندبؓ نے بیان کیا ہے کہ مجھے یاد ہے رسول اللہ ﷺ دو سکتہ کرتے تھے جب آپ تکبیر تحریمہ پڑھتے اور دوسرا سکتہ جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کی قرأت سے فارغ ہوتے اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دوسرا سکتہ آمین کے لئے ہوتا تھا (مشکوٰۃ ج۱، ص ۷۸)

جواب حقیقت یہ ہے۔ کہ دوسرا سکتہ آہستہ آمین کہنے کے لئے نہیں ہوتا تھا کیونکہ آپ آمین ہمیشہ بلند آواز سے کہا کرتے تھے کسی حدیث صحیحہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ نے آہستہ آواز سے آمین کہی ہو اس لئے یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ دوسرا سکتہ آہستہ آمین کہنے کے لئے کرتے تھے۔ بلکہ دوسرا سکتہ قرأت سے فارغ ہو کر اس لئے کرتے تھے کہ سانس میں اعتدال پیدا ہو جائے چنانچہ حضرت قتادہؒ نے اپنی بعض روایات میں اس کی تصریح کی ہے

تیسری حدیث یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ طحاوی میں ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بسم اللہ، تعوذ اور آمین آہستہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج ص)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب یہ درست ہے کہ یہ اثر طحاوی میں موجود ہے لیکن اس اثر کی سند میں سعید بن المرزبان ایک راوی ہے جس کے متعلق میزان میں کہا گیا ہے کہ اس کی احادیث نا قابل برداشت اور نا قابل کتابت ہیں۔ امام بخاریؒ نے تو اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ اثر استدلال کے قابل نہیں (میزان ج ص)

سینہ پر ہاتھ باندھنا

نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھے جائیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے عقبہ بن صبان کے حالات بیان کرتے ہوئے تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ عقبہ بن صبان نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپؐ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى وَسَطِ سَاعِدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ

کہ وَانْحَرْ کا معنی دائیں ہاتھ کو بائیں کی کلائی پر درمیان میں سینہ پر رکھنا ہے اس روایت کو بیہقی اور حاکمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

پہلی حدیث ابن خزیمہ میں ہے:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ کہ وائل بن حجرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر سینہ پر رکھا﴾ ابن خزیمہؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (بلوغ المرام ص ۴۶)

دوسری حدیث مسند احمدؒ میں ہے۔ عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَ عَنْ شَمَالِهِ وَ رَأَيْتُهُ يَضَعُ هٰذِهِ عَلٰى صَدْرِهِ وَصَفَ يَحْيٰ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصَلِ۔

﴿ قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ کہ اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے دائیں طرف بھی پھرتے اور بائیں طرف بھی پھرتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے ہاتھ سینہ پر رکھتے۔ یحییٰ نے وضاحت کی ہے۔ کہ آپ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گٹوں کے اوپر رکھتے تھے﴾ (تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۱۶)

تیسری حدیث مراسیل ابوداوٗد میں ہے

عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَمَا عَلٰى صَدْرِهِ وَ هُوَ فِي الصَّلٰوةِ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینہ پر باندھتے درآنحالیکہ آپ نماز میں ہوتے﴾

(تحفۃ الاحوذی ج ص۲۱۶)

﴿تبصرہ﴾

طاؤس کی مذکورہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک مرسل روایت حجت ہے۔

﴿زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کے دلائل اور تبصرہ﴾

پہلی حدیث وائل بن حجرؓ کی حدیث کے بارہ میں یہ کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے۔ کیونکہ ابن خزیمہ اور ابن بزار میں لفظ عَلٰی صَدْرِہٖ ہے۔ اور ابن ابی شیبہ میں لفظ عَلٰی صَدْرِہٖ کی بجائے تَحْتَ السُّرَّۃِ ہے۔

جواب نمبرا مگر ایسا کہنے والے حقیقت میں اصول حدیث کے علم سے ناواقف ہیں حدیث کے لئے اضطراب ضعف کا سبب اس وقت ہوتا ہے جب اختلاف کے وجوہات میں مساوات پائی جاتی ہو اگر مساوات کی بجائے ایک طرف ترجیح کے اسباب میں کوئی سبب موجود ہو تو اضطراب حدیث کے لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ضعف نہیں ہو سکتا حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث میں اختلاف کی وجوہات میں قطعاً مساوات نہیں ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ میں وائل بن حجرؓ کی حدیث میں جو لفظ تَحْتَ السُّرَّةِ ہے۔ وہ صرف قابل اعتبار ہی نہیں بلکہ غلط ہے جس کی وضاحت آئندہ بیان میں ہوگی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں، ان کے پاس ایک دلیل تو وائل ابن حجر کی حدیث ہے۔ جس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

نمبر ۲، ۳ دوسری حدیث حضرت علیؓ اور تیسری حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی ہے۔ دوسری اور تیسری حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

جواب وائل بن حجرؓ کی حدیث میں تَحْتَ السُّرَّةِ (یعنی ناف کے نیچے) کا لفظ درست نہیں۔

علامہ سندھی حنفیؒ نے لکھا ہے کہ: فِيْ زِيَادَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ نَظَرٌ بَلْ هِيَ غَلَطٌ نَسَبُوْهُ سَهْوٌ فَاِنِّي رَاجَعْتُ نُسْخَةً صَحِيْحَةً مِنَ الْمُصَنَّفِ فَرَأَيْتُ فِيْهَا هٰذَا الْحَدِيْثَ بِهٰذَا السَّنَدِ وَ بِهٰذَا الْاَلْفَاظِ اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ فِيْهَا تَحْتَ السُّرَّةِ.

❁ تَحْتَ السُّرَّةِ (ناف کے نیچے) کی زیادتی نہ صرف محل نظر بلکہ وہ غلط ہے جس کی وجہ راوی کا سہو ہے۔ میں نے مصنف کا صحیح نسخہ دیکھا ہے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حدیث اسی سند اور اپنے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ لیکن اس میں تَحۡتَ السُّرَّةِ کا لفظ نہیں ہے

امام احمدؒ اس کی مزید تائید بھی ہوتی ہے کہ وائل بن حجرؓ کی حدیث کو بعینہ ابن ابی شیبہ کی سند سے امام احمدؒ نے بھی روایت کیا ہے اس میں بھی لفظ تَحۡتَ السُّرَّةِ کی نہیں ہے۔

تبصرہ حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ہر دو حدیث میں عبدالرحمٰن بن اسحاق راوی ہے۔ جس کے بارہ میں حافظ زیلعی حنفی نصب الرایہ میں حدیث مذکورہ کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ: قَالَ فِيهِ ابۡنُ حَنۡبَلٍ وَ اَبُوۡ حَاتِمٍ مُنۡكَرُ الۡحَدِيۡثِ قَالَ ابۡنُ مَعِيۡنٍ لَيۡسَ بِشَيۡءٍ قَالَ الۡبُخَارِيُّ فِيۡهِ نَظَرٌ قَالَ الۡبَيۡهَقِيُّ وَ هُوَ مَتۡرُوۡكٌ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الۡخُلَاصَةِ وَشَرۡحِ مُسۡلِمٍ هُوَ حَدِيۡثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضۡعِيۡفِهِ فَاِنَّ عَبۡدَالرَّحۡمٰنِ بۡنِ اِسۡحٰقَ ضَعِيۡفٌ بِالۡاِتِّفَاقِ .

﴿ابن حنبل اور ابو حاتم نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کو منکر الحدیث شمار کیا ہے۔ ابن معین نے کہا ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق قابل اعتماد راوی نہیں امام بخاریؒ نے کہا کہ اس میں نظر ہے بیہقی نے کہا ہے۔ کہ وہ متروک راوی ہے امام نووی نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ اور شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے کیونکہ اس میں عبدالرحمٰن بن اسحاق راوی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے ﴾

(نصب الرایہ، ج ۱، ص ۳۱۴)

﴿حاصل کلام﴾

ان حالات کی بناء پر ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی مذکورہ روایت نہ استدلال کے لائق ہے اور نہ اس سے استشہاد کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ اس پر کسی کا اعتبار ہو سکتا ہے۔

نمبر ۴ حضرت انسؓ کی حدیث بھی پیش کی جاتی ہے۔ جس کو محلّی میں ابن حزمؒ نے تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اخلاق نبوت میں سے **تَعْجِيلُ الْاِفْطَارِ تَاْخِيرُ السَّحُرِ** اور **وَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيَدِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.** ﴿افطاری جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا اور تیسری بات نماز میں دائیں ہاتھ کا بائیں کے اوپر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

﴿تبصرہ﴾

اس حدیث کی سند کا علم نہیں۔ مجہول الحال ہونے کی بناء پر محدثین کے نزدیک یہ حدیث استدلال کے قابل نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿قیام رمضان یعنی تراویح﴾

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں اپنے صحابہؓ کو تین رات نماز تراویح با جماعت پڑھائی ہے دیکھنا یہ ہے کہ ان تین راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے کتنی رکعت پڑھائی ہیں۔ اس بات کا فیصلہ حضرت عائشہؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ نے کر دیا ہے

﴿پہلی دلیل﴾

حضرت عائشہ صدیقہؓ

بخاری شریف میں ہے کہ ابو سلمہؓ نے قیام رمضان (نماز تراویح) کے بارہ میں حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا:

مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً۔ ﴿کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت (آٹھ نفل اور تین وتر) سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے﴾ (بخاری باب فضل من قیام رمضان، ج۱، ص۲۶۹)

وضاحت اگر حضرت عائشہؓ کی حدیث کو صرف تہجد پر محمول کر لیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا جواب سوال کے مطابق نہیں ہوگا۔ کیونکہ ابو سلمہؓ کا سوال

قیام رمضان یعنی تراویح کے متعلق ہے۔ اور جواب میں تراویح کا ذکر ہونا ضروری ہے۔ اس لئے یہ بات نہیں مانی جاسکتی۔ کہ حضرت عائشہؓ نے تراویح کے بارہ میں ابوسلمہ کو جواب نہیں دیا ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ عائشہؓ نے جواب میں رمضان کے ساتھ غیر رمضان کا ذکر کر کے اس بات کی وضاحت کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ جو نماز غیر رمضان میں پڑھا کرتے تھے۔ وہی نماز رمضان میں پڑھتے تھے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ضد اور تعصب کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں نماز تراویح کا کوئی ذکر نہیں ایسا کہنے والوں کا علاج تو بہت مشکل ہے۔ البتہ ہم عوام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے حضرت عائشہؓ کی حدیث کے بارہ میں آئمہ دین اور جید علماء کرامؒ کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

تحقیق امام ابن امام حنفیؒ آپ فرماتے ہیں:

ضَعِیفٌ بِاَبِیْ شَیْبَۃَ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْاِمَامِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ مُتَّفَقٌ عَلٰی ضُعْفِہٖ مَعَ مُخَالَفَتِہٖ لِلصَّحِیْحِ۔

﴿کہ ابن عباسؓ کی بیس رکعت والی حدیث ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان راوی کی وجہ سے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ اور ابن عباسؓ کی حدیث ضعیف ہونے کے باوجود حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث کے خلاف ہے﴾

(فتح القدیر، ج ۱، ص ۴۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق امام زیلعی حنفیؒ آپ فرماتے ہیں:

وَهُوَ مَعْلُوْلٌ بِاَبِیْ شَیْبَةَ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْإِمَامِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ وَلَیَّنَه' اِبْنُ عَدِیٍّ فِی الْکَامِلِ ثُمَّ اِنَّهٗ یُخَالِفُ لِلْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ. ﴿کہ ابن عباسؓ کی بیس رکعت والی حدیث ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور ابن عدی نے بھی کامل میں اسے نرم کہا ہے۔ علاوہ ازیں اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ جس کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے روایت کیا ہے۔ کہ اس نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا۔﴾ (الحدیث، نصب الرایہ، ج ۲، ص ۱۵۳)

تحقیق مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی

آپ فرماتے ہیں: فِیْهِ تَصْرِیْحٌ اَنَّهٗ حَالُ رَمَضَانَ فَاِنَّ السَّائِلَ سَأَلَ عَنْ حَالِ رَمَضَانَ وَ غَیْرِهٖ کَمَا عِنْدَ التِّرْمِذِیِّ وَ مُسْلِمٍ.

﴿کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں یہ صراحت موجود ہے۔ کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں کے متعلق سوال کیا ہے﴾ (عرف الشذی ص ۳۰۸)

آگے فرماتے ہیں:

لَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِیْمِ اَنَّ تَرَاوِیْحَه' عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَتْ ثَمَانِیَةَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَکْعَاتٍ. ﴿کہ یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تراویح آٹھ رکعت تھی﴾ (عرف الشذی، ص ۳۰۸)

تحقیق ملا علی قاری حنفیؒ

آپ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا الْعَدَدُ الثَّابِتُ عَنْهُ الخ ﴿بہر حال قیام رمضان یعنی نماز تراویح میں رسول اللہ ﷺ سے جو عدد ثابت ہے۔ اس کو بخاری وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے۔ کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے﴾

تحقیق علامہ جلال الدینؒ

آپ حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح آٹھ رکعت اور تین وتر پڑھی ہے۔ (المصابیح فی مسئلۃ التراویح ص)

تبصرہ

حضرت عائشہؓ کے بارہ میں مذکورہ بالا علماء امام ابن ہمامؒ، علامہ زیلعی حنفیؒ، مولانا انور شاہؒ، علامہ شوکانیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تحقیق کے بعد کسی منصف کے لئے یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں نماز تراویح کا ذکر نہیں۔ اس لئے حدیث عائشہؓ کو تہجد کے علاوہ نماز تراویح پر منطبق کرنا امام بخاریؒ جیسے امام المحدثین کی تغلیط ہے۔ ایسا کہنے والوں کو سوچنا چاہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے چشم اشک بار ذرا دیکھنے تو دے
ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو

﴿دوسری دلیل﴾

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَکْعَاتٍ وَالْوِتْرَ. ﴿کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ماہ رمضان میں آٹھ رکعت (نفل) اور وتر پڑھائے﴾ (طبرانی قیام اللیل، ص)

تبصرہ حضرت جابرؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے جو ضعیف ہے۔ اس لیے مذکورہ حدیث ناقابل اعتبار ہے۔ افسوس ہے کہ جرح تو نقل کی گئی ہے۔ مگر تعدیل بیان نہیں کی گئی۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

دیکھئے تہذیب التھذیب میں یہ بھی ہے کہ ابوزرعہؒ نے یہ کہا کہ لَا بَأْسَ بِهٖ کہ اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں ابن حبانؒ نے تو عیسیٰ بن جاریہؒ کو ثقہ میں شمار کیا ہے اس کے باوجود ہم اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ محدثین میں سے بعض نے عیسیٰ بن جاریہ کے بارہ میں کلام کی ہے لیکن ان کی یہ جرح اور کلام اس حد تک نقصان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نہیں کہ حدیث جابرؓ کو نا قابل اعتبار قرار دیا جا سکے بلکہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر حدیث جابرؓ احتجاج اور استدلال کے قابل ہے

وجہ نمبر ۱ امام ذہبیؒ جو نقد رجال کے بارہ میں بلند پایہ مسلمہ امام ہیں۔ وہ حدیث جابرؓ کو بیان کر کے لکھتے ہیں۔ **اِسْنَادُہٗ وَسَطٌ** کہ اس حدیث کی سند وسط ہے۔ (میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۱۱)

وجہ نمبر ۲ حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں بیان کیا ہے۔ کہ میں فتح الباری میں حدیث کی غرض صحیح متن اور سند کے فوائد وغیرہ وغیرہ ہر ایک کو مسانید جوامع، مستخرجات کے حوالہ سے بیان کروں گا بشرطیکہ وہ صحیح ہو یا حسن ہو (مقدمہ فتح الباری، ص)

تبصرہ چونکہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حدیث جابرؓ کو رسول اللہ ﷺ کی تعداد رکعت تراویح بیان کرنے کے لیے نقل کیا ہے۔ اس لیے بیان کردہ اصول کے مطابق حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک حدیث جابرؓ صحیح ہے یا حسن ہے

وجہ نمبر ۳ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب کے بعد تقریب التہذیب لکھی ہے۔ اس کے شروع میں ہے کہ مختلف راوی کے متعلق زیادہ صحیح اور انصاف والی بات لکھوں گا۔ اور تقریب التہذیب میں عیسی بن جاریہ کے بارہ میں لکھا ہے۔ **فِیْہِ لِیْنٌ** کہ اس میں نرمی ہے حافظ صاحب نے شروع میں یہ بھی لکھا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِیِّن" کا لفظ ایسے راوی کے متعلق لکھا جائے گا جو قلیل الحدیث ہے اپنی روایت میں منفرد ہے۔ مگر اس میں کوئی ایسی جرح نہیں جس کی وجہ سے اس کی حدیث کو ترک کر دیا جائے۔

وجہ نمبر ۴ ابن حبان اور ابن خزیمہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن حبانؒ اور ابن خزیمہؒ نے حدیث جابر کو اپنی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔

وجہ نمبر ۵ حضرت عائشہؓ کی حدیث حضرت جابرؓ کی حدیث پر شاہد ہے اور اس کے مضمون کی تائید کرتی ہے۔ یہ وہ وجوہات ہیں جن کی بناء پر حدیث جابرؓ کو ناقابل اعتبار ٹھہرانا کسی طرح بھی درست نہیں۔

تیسری دلیل

ابی بن کعبؓ کی حدیث ابی بن کعبؓ سے روایت ہے:

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَمِلْتُ اللَّیْلَةَ عَمَلًا قَالَ مَا هُوَ قَالَ نِسْوَةٌ مَعِیَ فِی الدَّارِ قُلْنَ لِیْ اِنَّکَ تَقْرَأُ وَلَا نَقْرَأُ فَصَلِّ بِنَا فَصَلَّیْتُ ثَمَانِیًا وَالْوِتْرَ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَأَیْنَا اَنَّ سُکُوْتَهُ رِضًا بِمَا کَانَ.

ابی بن کعبؓ سے روایت ہے: کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا، یارسول اللہ ﷺ میں نے آج رات ایک عمل کرلیا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ گھر میں میرے ساتھ عورتیں تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں ہم نہیں پڑھ سکتیں۔ پس آپ ہم کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ میں نے ان کو آٹھ نفل اور وتر پڑھائے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے ہم نے غور کیا کہ آپ کا سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اس کام کو پسند فرمایا ہے ﴾ (مسند احمد ج ۵، ص ۱۵)

﴿چوتھی دلیل﴾

﴿تعامل صحابہؓ﴾

مؤطا امام مالک میں ہے

عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ اُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِيَّ اَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِاِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

﴿سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں گیارہ رکعت (نماز تراویح) پڑھائیں۔

حضرت عمرؓ کا گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک گیارہ رکعت نماز تراویح سنت ہے۔ اسی پر صحابہؓ کا عمل تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان

ان حالات میں ہم عَلیٰ وَجْہِ الْبَصِیْرَۃِ اور پورے وثوق سے اعلان کرتے ہیں کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعت سنت ہے۔ خلفاء اربعہؓ میں سے کسی ایک خلیفہؓ سے باسند صحیح ثابت نہیں کہ اس نے بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہو یا پڑھنے کا حکم دیا ہو البتہ بیس رکعت کے ثبوت میں ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث پیش کی جاتی ہے۔ جس کے ضعیف ہونے پر سب محدثین کا اتفاق ہے اور چند ایک آثار پیش کیے جاتے ہیں اور وہ سب کے سب ضعیف ہیں۔ جو استدلال کے قابل نہیں ہیں

بیس رکعت تراویح کے دلائل اور ان کا تجزیہ

حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ملاحظہ فرمایئے، جو بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں بیان کی جاتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً سِوَی الْوِتْرِ.

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے سوا بیس رکعت پڑھتے تھے

(ابن ابی شیبہؒ، طبرانی، بیہقی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ابن عباسؓ کی حدیث علماء حنفیہ کی نظر میں﴾

علامہ عینیؒ کا نظریہ آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان جو ابی بکر بن ابی شیبہ کا جد ہے جسے كَذَّ بَهُ شُعْبَةُ وَ ضَعَّفَهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مُعِيْنٍ وَالْبُخَارِيُّ وَا لنِّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمْ.

﴿شعبہؒ نے اس کو جھوٹا کہا ہے اور امام احمدؒ، ابن معینؒ، بخاریؒ، نسائیؒ وغیرہم محدثین نے اس کو ضعیف شمار کیا ہے﴾ (   )

امام ابن ہمامؒ کا نظریہ آپ فرماتے ہیں کہ

هٰذَا الْحَدِيْثُ ضَعِيْفٌ بِاَبِیْ شَيْبَةَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْاِمَامِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ مَتَّفَقٌ عَلٰی ضُعْفِهِ مَعَ مُخَالَفَتِهِ لِلصَّحِيْحِ . ﴿ابن عباسؓ کی حدیث ابوشیبہؒ ابراہیم بن عثمان جو امام ابی بکر بن ابوشیبہ کا جد ہے اس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے علاوہ ازیں عائشہؓ کی صحیح حدیث کے خلاف ہے﴾

(فتح القدیر، ج ص)

حافظ زیلعیؒ حنفی کا نظریہ آپ فرماتے ہیں کہ

وَهُوَ مَعْلُوْلٌ بِا بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْاِمَامِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَھُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰی ضُعْفِہٖ.

﴿ابن عباسؓ کی بیس رکعت والی حدیث ابن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول ہے جو امام ابی بکر بن ابی شیبہ کے جد ہیں۔ اور اس کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے﴾ (نصب الرایۃ ج ص)

﴿حدیث عائشہؓ کے صحیح ہونے اور حدیث ابن عباسؓ کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں﴾ (التعلیق الممجد ص ۱۴۳)

مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ کا نظریہ آپ فرماتے ہیں کہ:

وَلَمْ یَثْبُتْ رِوَایَۃُ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا ھُوَ مُتَعَارِفٌ اَلْاٰنَ اِلَّا فِی الرِّوَایَۃِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَھُوَ ضَعِیْفٌ وَ قَدْ عَارَضَہٗ حَدِیْثُ عَائِشَۃَ وَھُوَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ.

﴿رسول اللہ ﷺ سے بیس رکعت ثابت نہیں۔ جیسا کہ آج کل مروج ہیں البتہ ابن ابی شیبہؒ کی ایک روایت ہے۔ مگر وہ ضعیف ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعت والی صحیح حدیث کے معارض بھی ہے﴾ (فتح سرالمنان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿آثار﴾

پہلا اثر کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

﴿اس اثر کی سند میں ابو عبداللہ بن اطنجو یہ الدنیوری ہے، وہ مجہول الحال ہے۔ لہٰذا یہ اثر احتجاج اور استدلال کے قابل نہیں۔ بلکہ سائب بن یزید سے با سند صحیح ثابت ہے کہ وہ فرماتے تھے﴾ (بیہقی)

کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِاِحْدٰی عَشَرَةَ رَکْعَةً.

﴿کہ ہم عمرؓ کے زمانہ میں گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے﴾

(سنن سعید بن منصور)

یہ وہ اثر ہے جس کے بارہ میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ اِسْنَادُهٗ فِیْ غَایَةِ الصِّحَةِ کہ اس کی سند بہت صحیح ہے

(المصابیح فی الصلوٰۃ التراویح، ص)

۲۔ قیام اللیل مروزی میں ہے کہ سائب بن یزید نے فرمایا:

نُصَلِّیْ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ فِیْ رَمَضَانَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَکْعَةً.

﴿کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیرہ رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ تعامل صحابہؓ کے تحت سائب بن یزید کی روایت گزر چکی ہے کہ اس نے کہا حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔

دوسرا اثر حضرت علیؓ کا پیش کیا جاتا ہے، جو بیہقی میں ہے۔ اس اثر کی سند میں حماد بن شعیب راوی ہے جو ضعیف ہے۔ چنانچہ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

ضَعَّفَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ وَغَيْرُهُ وَ قَالَ يَحْيٰ لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ وَ قَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْهِ نَظْرٌ فَقَالَ النَّسَائِيُّ ضَعِيْفٌ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ اَكْثَرُ حَدِيْثِهِ مِمَّا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ

﴿حماد بن شعیب کو ابن معین وغیرہم نے ضعیف کہا ہے اور یحیٰ نے کہا کہ اس کی حدیث لکھنے کے قابل نہیں امام بخاریؒ نے کہا کہ اس میں نظر ہے۔ نسائی نے کہا کہ ضعیف ہے۔ ابن عدیؒ نے کہا کہ اس کی اکثر احادیث متابعت کے لائق نہیں﴾

(میزان الاعتدال، ص)

نوٹ امام ابن ہمامؒ فرماتے ہیں:

اِذَا قَالَ الْبُخَارِيُّ لِلرَّجُلِ فِيْهِ نَظْرٌ فَحَدِيْثُهُ لَا يُحْتَجُّ بِهِ وَلَا يُسْتَشْهَدُ بِهِ وَلَا يَصْلُحُ لِلْاِعْتِبَارِ .

﴿کہ جب امام بخاریؒ کسی شخص کے بارہ میں یہ کہہ دیں کہ اس میں نظر ہے۔ تو اس کی حدیث نہ احتجاج کے قابل ہے اور نہ ہی اس سے استشہاد کیا جا سکتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی وہ اعتبار کے لائق ہے۔ لہٰذا حضرت علیؓ کا اثر استدلال اور احتجاج کے قابل نہیں ﴾ (التحریر)

تیسرا اثر عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. ﴿یزید بن رومان کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نماز تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی تھی ﴾ (مؤطا امام مالک)

یہ اثر منقطع مرسل ہے جو حجت نہیں۔ اس لیے کہ یزید بن رومانؒ نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا۔

﴿یہ بھی کہا جاتا ہے﴾

کہ امام شوکانیؒ امام ابن تیمیہؒ علامہ جلال الدینؒ سیوطی وغیرہم نے لکھا ہے کہ سنت رسول اللہ ﷺ میں تعداد تراویح کی کوئی حد مقرر نہیں۔ الخ

اگر آئمہ دین کا یہی مطلب ہے۔ تو پھر بتایئے نماز تراویح کی بیس رکعت حد مقرر کر کے سنت رسول ﷺ کی کیوں مخالفت کی جاتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جن بزرگوں نے ایسا کہا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ جن احادیث میں قیام رمضان کی ترغیب اور امر ہے ان میں تعداد تراویح کا ذکر نہیں۔ لیکن جہاں تک رسول اللہ ﷺ کے اپنے عمل کا تعلق ہے۔ تمام آئمہ دین نے اعتراف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔ کہ واقعہ آپ نے ماہ رمضان کی تین رات اپنے صحابہؓ کو گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھائی ہے ملاحظہ ہو۔ (نیل الاوطار والمصابیح فی رکعات التراویح ص)

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ۔ اس حدیث کو پیش کر کے زور دیا جاتا ہے۔ کہ بیس رکعت تراویح سنت خلفاء راشدین ہے۔ اور سنت خلفاء راشدین کا لزوم ایسا ہے۔ جیسے کہ سنت نبی کریم ﷺ کا۔ مذکورہ حدیث کی روشنی میں ماننا پڑے گا۔ کہ جو لوگ بیس رکعت تراویح سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي کی سب سے پہلے وہ مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تراویح گیارہ رکعت (آٹھ رکعت نوافل اور تین وتر) تھی۔

مذکورہ حدیث میں اگر خلفاء راشدین سے مراد صرف خلفاء اربعہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ ہوں تو ان میں سے کسی ایک خلیفہ کے متعلق باسند صحیح قطعاً ثابت نہیں کہ اس نے بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہو۔ بلکہ باسند صحیح ثابت ہے۔ کہ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا ہے

۲۔ اگر کسی خلیفہ راشد کے زمانہ میں گیارہ رکعت سے زیادہ تراویح پڑھی گئی ہیں وہ نہ سنت نبوی ﷺ ہے اور نہ ہی سنت خلفاء راشدین ہے۔ لوگوں کا از خود عمل ہے جسے مستحب کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ خیر قرون میں بیس، چوبیس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائیس، چونتیس، چھتیس، انتالیس، اکتالیس وغیرہ مختلف تعداد میں نوافل پڑھے گئے ہیں۔ لیکن کسی نے ان میں سے کسی ایک تعداد کو مخصوص کر کے اسے سنت قرار نہیں دیا۔ اس طرح اب بھی کوئی شخص ازخود گیارہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا چاہے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ لیکن اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس مخصوص تعداد کو سنت قرار دے۔ سنت کا اطلاق تو اسی تعداد پر ہو سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی تین رات پڑھی ہیں۔ اور وہ گیارہ رکعت ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ سنت پر عمل کرنے کی سب کو توفیق دے۔ آمین ثم آمین

﴿وتر کی رکعات اور پڑھنے کا طریقہ﴾

نماز وتر کی رکعات کی تعداد ایک سے نو تک ہے۔ حنفیہ کا مذہب ہے کہ وتر صرف تین رکعت ہے۔ مگر ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے ثابت کر سکیں کہ تین رکعت سے کم و بیش وتر جائز نہیں۔

ایک رکعت پڑھنے کا ثبوت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

صَلوٰةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى. ﴿رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم میں کسی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو وہ ایک رکعت پڑھ لے وہ پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی﴾ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۱۱، بحوالہ بخاری و مسلم)

ایک، تین، پانچ وتر پڑھنے کا ثبوت

حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّوْتِرَ بِثَلٰثٍ فَلْیَفْعَلْ وَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّوْتِرَ بِوَاحِدَۃٍ فَلْیَفْعَلْ.

﴿وتروں کا پڑھنا ہر مسلمان پر ثابت ہے۔ جو شخص پانچ وتر کو پسند رکھتا ہے وہ پانچ پڑھے جو تین کو پسند رکھتا ہے۔ وہ تین پڑھے اور جو ایک کو پسند رکھتا ہے وہ ایک پڑھے﴾ (مشکوۃ ج ۱، ص ۱۱۲، بحوالہ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِیْلَ لَهُ هَلْ لَکَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَۃَ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَۃٍ قَالَ اَصَابَ اِنَّه فَقِیْهٌ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَکْعَۃٍ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهُ قَدْ صَحِبَ النَّبِیَّ ﷺ۔

﴿حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا ابن عباسؓ کے پاس ذکر ہوا تو فرمایا کہ معاویہؓ نے ٹھیک کیا ہے اس لئے کہ وہ فقیہ ہیں اور رسول خدا ﷺ کے صحابی ہیں﴾ (مشکوۃ ج ۱، ص ۱۱۳، بحوالہ بخاری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سات اور پانچ وتر اور انکے پڑھنے کا طریقہ

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِسَبْعٍ وَ خَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ. ﴿یعنی رسول اللہ ﷺ سات اور پانچ وتر پڑھتے اور درمیان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہ کرتے۔ (بلکہ آخری رکعت میں قعدہ کرتے اور سلام پھیرتے)﴾ (قیام اللیل ص ۱۲۱ طبع ملتان)

نوٹ نسائی میں سات وتر دو طرح پڑھنے کا ذکر ہے۔ ایک طریقہ نو وتر کی طرح ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے۔ جو پانچ وتر پڑھنے کا ہے کہ صرف آخری رکعت میں تشہد اور سلام کے لئے قعدہ کرے۔

نو وتر اور ان کے پڑھنے کا طریقہ

عَنْ عَائِشَةَ وَفِيْهِ فَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهِنَّ اِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَحْمَدُ رَبَّهٗ وَ يَذْكُرُهٗ وَيَدْعُوْ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَقْعُدُ ثُمَّ يَحْمَدُ رَبَّهٗ وَيَذْكُرُهٗ وَ يَدْعُوْ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا.

﴿بروایت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ نو رکعت پڑھتے۔ آٹھویں میں بیٹھتے۔ پس اللہ کی تعریف کرتے اور اس کا ذکر کرتے اور دعا کرتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام نہ پھیرتے۔ پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے۔ پھر اللہ کی تعریف کرتے اور اس کا ذکر کرتے اور دعا کرتے۔ پھر سلام پھیرتے اس طرح کہ ہم کو سناتے ﴾

(قیام اللیل ص ۱۲۱، طبع ملتان)

تین وتر پڑھنے کا طریقہ

تین وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ صرف آخری رکعت میں تشہد اور سلام کے لئے بیٹھا جائے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں

اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَجْلِسُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِ هِنَّ. ﴿رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تو صرف آخری رکعت میں قعدہ کرتے ﴾ (نسائی جلد ص بیہقی جلد ص)

مسند احمد میں ہے:۔ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ

﴿ کہ ان تین رکعات کے درمیان فصل نہ کرتے ﴾

اور حاکم میں ہے۔ لَا يَقْعُدُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِ هِنَّ ﴿یعنی آخری رکعت میں قعدہ کرتے ﴾ (تلخیص الحبیر، ج ۲، ص ۱۵، بحوالہ نسائی، بیہقی، احمد، حاکم)

﴿ تبصرہ ﴾

تین وتر پڑھنے کا یہ وہ طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر دکھایا ہے۔ مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز مغرب کی طرح پڑھے۔ یعنی دوسری رکعت میں تشہد کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے بیٹھے اور تیسری رکعت میں تشہد اور سلام کے لئے قعدہ کرے۔ مگر تین وتر پڑھنے کا یہ طریقہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

دعائے قنوت وتروں کی آخری رکعت میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح دعا قنوت پڑھنے کا احادیث میں ثبوت ملتا ہے۔

ابوداؤد اور نسائی میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روائت ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ

﴿یعنی رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے دعا قنوت پڑھتے تھے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کے لئے بددعا یا دعا کا ارادہ کرتے۔ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ یعنی رکوع کے بعد دعا قنوت پڑھتے۔ (بخاری ج ص)

مستدرک حاکم میں ہے

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ.

﴿یعنی جب آپ صبح کی نماز میں دوسری رکعت سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے "اے اللہ مجھے ہدایت عطا فرما ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی ہے﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ دعاء قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح پڑھنی ثابت ہے۔ اس لئے یہ قول درست نہیں کہ صرف رکوع سے پہلے ہی دعا قنوت پڑھی جائے۔

تکبیر دعائے قنوت سے پہلے احناف تکبیر کہتے ہیں اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔

رفع یدین دعائے قنوت کے وقت تکبیر تحریمہ کی طرح رفع یدین کر کے ہاتھ باندھنا بھی کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔

دعاء قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا دعائے قنوت دعا ہے۔ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ اس کی تائید سلف کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔ کہ دعا قنوت کے وقت وہ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (مغنی ابن قدامہ ج ۲، ص ۱۵۴)

ترجیع اذان

تعریف جس اذان میں شہادت کے ہر دو کلمات کو پہلی بار آہستہ اور دوسری بار بلند آواز سے کہا جاتا ہے۔ ایسی اذان کو ترجیع اذان کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل رسول اللہ ﷺ نے جو آذان حضرت ابو محذورہؓ کو سکھائی تھی وہ ترجیع اذان تھی۔ ان کی وفات ۵۹ ہجری مکہ میں ہوئی ہے۔ وہ زندگی بھر ترجیع اذان کہتے رہے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو جو اذان سکھائی تھی اس کے کلمات انیس ہیں اور اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔ چنانچہ انھوں نے خود ترجیع تعداد کا حسب ذیل طریقہ بیان کیا۔

اَللّٰهُ اَ كْبَرُ	چار مرتبہ با آواز بلند
اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.	دوبار با آواز آہستہ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ .	دوبار با آواز آہستہ
اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.	دوبار با آواز بلند
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ.	دوبار با آواز بلند
حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ.	دوبار
حَیَّ عَلَى الْفَلَاحُ.	دوبار
اَللّٰهُ اَ كْبَرُ.	دوبار
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .	ایک بار
کل میزان:	۱۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ حضرت ابومحذورہؓ کی اس حدیث کو ترمذی، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے تخریج کیا ہے ترمذی میں ہے: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ. یعنی مکہ میں اس پر عمل ہے امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔

(ترمذی ج، ۱ص ۲۷)

امام نوویؒ نے ابومحذورہؓ کی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ حُجَّةٌ بَيِّنَةٌ دَلَالَةٌ وَاضِحَةٌ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَجُمْهُوْرُ الْاَئِمَّةِ اَنَّ التَّرْجِيْعَ فِي الْاَذَانِ ثَابِتٌ مَشْرُوْعٌ ﴿ اس حدیث میں حجت اور واضح دلالت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور جمہور آئمہؒ کے مذہب کی پائی جاتی ہے۔ کہ ترجیع اذان ثابت اور مشروع ہے ﴾ (مسلم ج۱،ص ۱۶۵)

امام ابوحنیفہؒ اور کوفی مقلدین کا قول ہے۔ کہ ترجیع اذان مشروع نہیں ہے۔ انھوں نے عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث پر عمل کیا ہے۔ اس میں ترجیع اذان کا ذکر نہیں ہے۔

اہل حدیث کا موقف

چونکہ احادیث میں ترجیع اور غیر ترجیع ہر دو اذانوں کے مشروع ہونے کا ثبوت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتا ہے اس لئے اذان ہر دو طرح مشروع ہے۔

کوفی مقلدین کی روایات اور ان کا جواب

کوفی مقلدین اور امام ابوحنیفہؒ نے ترجیع اذان کا سرے ہی سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ اسے غیر مشروع بتایا ہے۔ اس بارہ میں انھوں نے جو دلائل بیان کئے ہیں وہ نہایت بودے اور تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ

تاویل نمبر ۱ ابو محذورہؓ کی یہ حدیث جس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے۔ اس میں ترجیع اذان کا ذکر نہیں۔ لہٰذا اس حدیث میں تعارض ہے اور ہر دو احادیث ساقط ہیں اور نا قابل عمل ہیں۔ لہٰذا عبداللہ بن زیدؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کی احادیث پر عمل ہوگا۔ ان میں ترجیع اذان کا بیان نہیں ہے۔

جواب ملا علی قاری حنفیؒ نے اس دلیل کی تردید کی ہے کہ حدیث میں عدم ذکر سے تعارض لازم نہیں آتا جب تک اس میں نفی نہ پائی جائے۔ اگر ایک ثقہ راوی نے ذکر کیا ہے اور دوسرے ثقہ نے ذکر نہیں کیا۔ ثقہ کا بیان کردہ اضافہ مقبول ہے۔

تاویل نمبر ۲ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو محذورہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ارادہ کے مطابق ان کلمات کو نہیں کہا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے ابو محذورہؓ کو حکم دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ لوٹ اور آواز کو بلند کر۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ترجیع اذان مشروع ہے۔

جواب حنفیہ کے اس تاویل کی وہ حدیث تردید کرتی ہے جو ابوداؤد میں ہے۔اس میں ہے: **ثُمَّ ارْجِعْ فَمُدَّ مِنْ صَوْتِكَ** یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابومحذورہؓ کو حکم دیا کہ پھر دوبارہ کہہ اور آواز کو بلند کر۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابومحذورہؓ نے دوبارہ کلمات کو اس لئے نہیں کہا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارادہ کے مطابق کلمات نہیں کہے تھے۔ بلکہ اس لئے حکم دیا تھا کہ ترجیع اذان مشروع ہے۔اور اس تاویل کی تردید ترمذی کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت ابومحذورہؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔اس حدیث میں ترجیع اذان کے مشروع ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

تاویل نمبر ۳ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام سے قبل ابومحذورہؓ رسول اللہ ﷺ سے اشد ترین بغض رکھتے تھے۔ جب وہ اسلام لائے تو آپ نے اس کی گوشمالی کی اور فرمایا کہ دوبارہ ان کلمات کو بلند آواز سے کہو تاکہ حق کا احیاء اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار ہو۔

جواب علامہ عینی حنفیؒ نے کہا ہے کہ یہ دلیل نہایت ضعیف ہے۔اس لئے کہ ابومحذورہؓ نے صرف **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کا کلمہ آہستہ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بلند آواز سے نہیں کہا بلکہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کلمات بھی اسی طریق سے دوبارہ کہے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار مقصود تھا تو پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوبارہ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ گوشمالی کا ذکر بھی کسی حدیث میں نہیں ہے۔

تاویل نمبر ۴ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابومحذورہؓ کافر تھے۔ جب مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان سکھائی اور شہادت کے کلمات کا اعادہ کیا تاکہ وہ اچھی طرح ضبط کرلیں اور مشرکوں کو بار بار سنایا جائے۔ اس پر بعض لوگوں نے اس کو اذان گمان کرلیا۔

تاویل نمبر ۵ صاحب ہدایہ نے بھی کہا ہے۔ کہ شہادت کے کلمات کا دہرانا اور اعادہ کرنا بغرض تعلیم تھا۔

جواب تاویلات، نمبر ۴، ۵ امام زیلعی حنفیؒ نے ان اقوال کا رد اس حدیث کی روشنی میں کیا ہے۔ جس میں ہے کہ ابومحذورہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اذان کے انیس کلمات سکھائے اور اقامت کے سترہ یہ حدیث بتاتی ہے کہ شہادت کے کلمات کا دہرانا تعلیم کی غرض سے نہیں تھا۔ بلکہ اذان کے اتنے ہی کلمات تھے جو آپ نے ابومحذورہؓ کو سکھائے۔

(مشکوٰۃ ج۱، ص۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ مختصر یہ کہ ترجیع اذان سنت ہے۔ قریباً پچاس برس تک حضرت ابومحذورہؓ مکہ میں ترجیع اذان دیتے رہے۔ بے شمار صحابہؓ اور تابعینؒ نے اس کو سنا ہے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ اور اسی طرح وہ شخص جو حج کے لئے مکہ آتا وہ بھی اس اذان کو سنتا تھا اور ترجیع اذان غیر مشروع ہوتی تو وہ اس کا انکار کرتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی دو رکعت (سنتیں)

اگر جماعت سے پہلے فجر کی دو رکعت رہ جائیں تو ان کو کب پڑھا جائے اس میں اہلحدیث اور حنفیہ کے درمیان اختلاف ہے۔ اہلحدیث کا مسلک ہے کہ جماعت کے بعد طلوع افتاب سے پہلے ادا کی جائیں جبکہ حنفیہ کا مذہب ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جائیں۔

اہل حدیث کے دلائل

پہلی حدیث

عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ فَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِيْ اُصَلِّيْ فَقَالَ مَهْلًا يَاقَيْسُ أَ صَلَاتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ فَلَا اِذَنْ .

﴿بروایت قیس بن عمرؓو رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے نکلے۔ اقامت ہو چکی تھی میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے رخ پھیرا اور مجھ کو نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ اے قیس ٹھہر! کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے فجر کی دو رکعت نہیں پڑھی تھیں (وہ اب پڑھی ہیں)۔ آپ نے فرمایا، ''پھر کوئی حرج نہیں۔﴾

(ترمذی معہ تحفۃ الاحوذی ج ۱، ص ۳۲۴، ۳۲۵)

وضاحت یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ فجر کی دو رکعت فرضوں سے پہلے نہ پڑھی جاسکیں تو جماعت سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائیں۔

اعتراض اس حدیث پر یہ اعترض کیا جاتا ہے کہ ترمذی نے اس حدیث کو مرسل کہا ہے۔ مرسل حدیث حجت نہیں ہے۔

جواب امام شوکانیؒ نے کہا ہے کہ ترمذی کا اس حدیث کو مرسل یا منقطع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنا کوئی مضبوط بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن حبان نے اپنے اور غیر کے طریق سے یَحْیَ بْن سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ کے واسطہ سے اس کے دادا قیس سے اس حدیث کو متصل بیان کیا ہے اور اسی طرح بیہقی نے اس حدیث کو اپنی سنن میں بسند مذکور متصل روایت کیا ہے۔

اعتراض نمبر۲ ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں سعید راوی ہے اس نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ اس بنا پر یہ حدیث منقطع ہے جو قابل عمل نہیں۔

جواب جس شخص نے یہ اعتراض کیا ہے وہ علم سے بے بہرہ ہے۔ طبرانی نے کبیر میں اس حدیث کو ایک دوسری سند سے اسکو متصل روایت کیا ہے۔

(نیل الاوطار، ج۳، ص ۲۵)

جواب حنفیہ کا اس حدیث کو مرسل کہہ کر رد کرنا خود ان کے مذہب کے خلاف ہے۔ اصول فقہ حنفیہ کی کتاب نور الانوار میں ہے۔۔

مَقْبُوْلٌ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ بِاَنْ يَّقُوْلَ التَّابِعِيُّ اَوْتَبْعُ التَّابِعِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا الخ.

یعنی تابعی یا تبع تابعی کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا، یہ حنفیہ کے نزدیک مقبول ہے۔ لہٰذا حنفیہ کے کسی عالم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حدیث کو اس لئے رد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دے کہ وہ مرسل ہے۔

اعتراض نمبر ۳ جب اہلحدیث کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں تو وہ اس پر کیوں عمل کرتے ہیں؟

جواب اوّل تو یہ حدیث مرسل نہیں بلکہ متصل مرفوع ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے بعد کی دو سنتیں عصر کے بعد پڑھی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ممنوع وقت میں سنتوں کی قضائی جائز ہے۔

﴿حنفیہ کے دلائل اور ان کے جواب﴾

حنفیہ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں جو دلائل دیئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

پہلی دلیل بروایت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ.

﴿جس نے فجر کی دو رکعت نہیں پڑھیں وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے﴾

(ترمذی معہ تحفۃ الاحوذی، ج ۱ ص ۳۲۶)

جواب حنفیہ کا اس حدیث کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا تین وجہ سے درست نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ نمبر ۱ اس حدیث کی سند میں قتادہ راوی ہے وہ مدلس ہے اور نضر بن انس سے صیغہ عن کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ مدلس راوی جب تک سماع کی تصریح نہ کرے اسکی روایت مقبول نہیں ہے۔

وجہ نمبر ۲ حدیث کے ان الفاظ کو ہشام سے نقل کرنے میں عمرو بن عاصم منفرد ہے۔ ہشام کے باقی تمام تلامذہ ان الفاظ کو روایت نہیں کرتے اس لئے عمرو بن عاصم کی یہ روایت شاذ ہے۔ جس کا شمار ضعیف احادیث میں ہوتا ہے۔

ہشام کے دیگر تلامذہ نے اسی سند سے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں:

قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الصُّبْحَ.

﴿جس نے صبح کی نماز کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پالی، اس نے صبح کی نماز پالی۔﴾ (ترمذی معہ تحفۃ الاحوذی، ج ا ص ۳۲۶)

جب تمام آئمہ کے نزدیک عمرو بن عاصم کی حدیث شاذ ہے تو وہ قابل استدلال اور قابل عمل نہیں۔

وجہ نمبر ۳ نماز صبح کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل فجر کی دو رکعت پڑھنے کی ممانعت پر یہ حدیث دلالت نہیں کرتی بلکہ اس حدیث کا معنی یہ ہے۔ کہ جس شخص نے طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی دو رکعت نہیں پڑھیں وہ طلوع آفتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد پڑھے۔ چنانچہ مستدرک حاکم میں ہے:

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُصَلِّهِمَا

﴿یعنی جو شخص فجر کی دو رکعت طلوع آفتاب تک نہ پڑھ سکے تو وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔﴾ (ج ۱، ص ۲۷۴)

حاکم کی ایک روایت میں ہے۔

مَنْ نَسِيَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا. (ج ۱، ص ۳۰۷)

﴿جو شخص فجر کی دو رکعت پڑھنا بھول جائے وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے﴾

﴿حنفیہ کی ایک نئی دلیل﴾

بعض حنفیہ نے کہا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے رہے اور طلوع آفتاب کے بعد فجر کی دو رکعت پڑھیں جو آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے نہ پڑھ سکے تھے۔

جواب یہ حدیث مسلم میں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر جب آپ واپس آئے تو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ فجر کی نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھا رہے ہیں۔آپ جماعت میں شامل ہو گئے۔ ایک رکعت ساتھ پڑھی اور ایک رکعت اکیلے پڑھی۔ لوگ بے حد پریشان ہوئے۔ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: اَحْسَنْتُمْ اَوْ قَالَ اَصَبْتُمْ یَغْبِطُھُمْ اَنْ صَلُّوا الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا. ﴿تم نے اچھا کیا تمہارا یہ فعل قابل رشک ہے کہ تم نے وقت پر نماز پڑھی ہے۔﴾ (مسلم ج۱،ص ۱۸۰)

اس حدیث میں فجر کی دو رکعت پڑھنے اور نہ پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ہی اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فجر کی دو رکعتوں کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھا ہے بلکہ ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جس سے ظاہر ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف فجر کی دو رکعت کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھا ہو اگر پڑھا ہے تو سفر میں پڑھا ہے۔ جب سوتے میں نماز فجر رہ گئی تھی طلوع آفتاب کے بعد دو رکعت سنت پڑھی ہیں اور فرض نماز کو باجماعت ادا کیا ہے۔ جیسا کہ مسلم، ابوداؤد، طبرانی، بزار، بیہقی، نسائی وغیرہ کتب احادیث میں اس واقعہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اکیلے فجر کی دو رکعت کو بصورت قضاء طلوع آفتاب کے بعد پڑھنے کا ثبوت کسی حدیث سے نہیں ملتا۔ منتقی میں ہے۔

وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضَاھُمَا مَعَ الْفَرِیْضَۃِ لَمَّا نَامَ عَنِ الْفَجْرِ فِی السَّفَرِ. ﴿یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعت کی قضائی فرضی نماز سمیت دی ہے۔ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ سفر میں فجر کی نماز نیند کی وجہ سے وقت پر پڑھ نہ سکے تھے۔

(ج ۱، ص ۴۸۳، مترجم)

اذان سے پہلے درود پڑھنا

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ اذان دینے سے پہلے درود وسلام مروجہ الفاظ سے پڑھتے ہیں: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ.

اذان سے پہلے ان مروجہ الفاظ سے درود پڑھنا احادیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ سلف صالحین سے بھی یہ ثابت نہیں۔ عبداللہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جس اذان کا ذکر کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابومحذورہ اور حضرت بلال کو جو اذان سکھائی تھی اس میں قطعاً اذان کے شروع میں درود و سلام کا ذکر نہیں۔ لہٰذا اذان سے پہلے مروجہ درود وسلام پڑھنا بدعت ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ

آپ فرماتے ہیں۔ کہ اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنے کی وجہ ہوسکتی ہے پہلے نہیں اور اس رسم کو جو اسلام میں معہود نہیں جہلاء بڑھاتے چلے جارہے ہیں اور علماء خاموش ہیں پتہ نہیں کیوں؟ یہ عظیم المیہ ہے۔ (انوار الصوفیہ از علامہ غلام رسول جنوری ۱۹۷۸ء شمارہ نمبر ۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی محمد حسین نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور

آپ فرماتے ہیں اذان کے کلمات مقرر ہیں۔ اس میں کمی بیشی کرنا یا ان کے آگے پیچھے درود شریف یا قرآن کریم کی آیات بلا فصل ملانا بدعت اور عبادت الٰہی میں خلل ڈالنے کے مترادف ہے اذان کے ساتھ درود شریف کو لازم قرار دینا اہل سنت کا شعار بنانا بھی بدعت اور عبادت معہودہ میں تحریف کرنے کی کوشش ہے۔

انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر ملنا

رسول خدا ﷺ کا نام سن کر ادب و احترام کا طریقہ بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ پر درود وسلام پڑھا جائے۔ قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (احزاب)

﴿ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت نازل فرماتے اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود پڑھو اور سلام بھیجو۔ ﴾

نزول آیت کے وقت صحابہؓ نے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے۔ یعنی اس طرح پڑھنا جس طرح تشہد میں بیان کیا گیا ہے آپ یہ بتائیں کہ درود کس طرح پڑھیں آپ نے بتایا کہ درود اس طرح پڑھو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

﴿ ماسوا اس کے حدیث میں درود کے اور الفاظ بھی آئے ہیں۔ ان میں سے جن الفاظ سے درود پڑھا جائے۔ جائز ہے مگر درود کے جن الفاظ کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔ اور لوگوں نے اپنی طرف سے من گھڑت بنا لئے ہیں۔ ان کا پڑھنا نہ صرف نادرست ہے۔ بلکہ ان کا پڑھنا بدعت ہے۔ جیسے درود لکھی، درود تاج درود ہزاری وغیرہ وغیرہ درود ہیں﴾

بعض لوگ یہ درود بھی پڑھتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ان الفاظ میں شرک پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ لوگ جب درود پڑھتے ہیں۔ تو یہ تصور کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ ہماری اس مجلس اور محفل میں حاضر ناظر ہیں اور ہمارے اس درود کو سنتے ہیں۔ اس لئے اس انداز سے پڑھنا نہ صرف بدعت بلکہ شرک ہے۔ البتہ روضہ نبوی پر ان کلمات سے درود پڑھا جائے۔ تو جائز ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بعض لوگ درود پڑھنے کی بجائے۔ آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام سن کر انگوٹھے چومتے اور ان کو آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی سنت کے خلاف اور بدعت ہے۔

ملا علی قاری حنفیؒ نے لکھا ہے

مَسْحُ الْعَیْنَیْنِ بِبَا طِنِ اَنْمِلَتَیِ السَّبَا بَتَیْنِ بَعْدَ تَقْبِیْلِھِمَا عِنْدَ سَمَا عِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَعَ قَوْلِہٖ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ ہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَرَ ضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیًّا ذَکَرَ ہُ الدَّ یْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَ وْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّ یْقِ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْہِ شَفَا عَتِیْ قَالَ السَّخَا وِیُّ لَایَصِحُّ. ﴿ دیلمی نے فردوس میں بیان کیا ہے۔ کہ ابوبکرؓ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہ سنتا ہے۔ وہ اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرتا ہے۔ اور زبان سے کہتا ہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ ہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَرَ ضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِ سْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیًّا. تو اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔ سخاویؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔﴾ (موضوعات کبیر)

علامہ عینی حنفیؒ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔

یَجِبُ عَلَی السَّامِعِیْنَ تَرْکُ عَمَلٍ غَیْرِ الْاِجَابَۃِ .

﴿اذان سننے والے کو اذان کا جواب دینے کے علاوہ اور سب باتوں کو چھوڑ دینا واجب ہے﴾ اور دوسری جگہ لکھا ہے۔

وَلَا یَشْغَلُ بِشَیْءٍ مِنَ الْاَعْمَالِ سِوَی الْاِجَابَۃِ.

﴿اذان کا جواب دینے کے علاوہ کسی دوسرے عمل میں مشغول نہ ہونا چاہئے﴾

خیر جاری میں علامہ عینیؒ کے اس کلام کو نقل کر کے لکھا ہے

یُسْتَفَادُ مِنْ کَلَامِ الْعَیْنِی الْمَذْکُوْرِ فِیْہِ مَنْعُ وَضْعِ الْاَبْھَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ.

یعنی عینی کے اس کلام سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ اذان میں **اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ** سن کر انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنا منع ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے

(در وقت اذان سوائے کلمات اذان چیزے ثابت نہ شد و در وقت ذکر آنحضرت ﷺ سوائے فرستادن درود و سلام بر آنحضرت ﷺ نیز چیزے دیگر ثابت نا شد و ایں عمل از روئے احادیث معتبرہ در زمانہ آنحضرت ﷺ و زمانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلفائے راشدین نبودہ پس ایں عمل را بوقت اذان یا بوقت شنیدن نام آنحضرت ﷺ سنت یا مستحب دانستہ کردن بدعت است وایں امر احتراز باید)۔

اذان سنتے ہوئے جو کچھ موذن کہہ رہا ہے۔ ان کا جواب دینے کے علاوہ اور کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ انگوٹھے چومنا اور ان کو آنکھوں پر لگانا تو کسی معتبر حدیث سے ثابت ہے اور نہ آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ عمل پایا گیا ہے۔ پس اذان کے وقت یا حضور ﷺ کا نام سن کر سنت یا مستحب جان کر انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھوں پر لگانا۔ بدعت ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

علامہ ابواسحٰق کابلی نے شرح رسالہ عبدالسلام میں لکھا ہے۔

قَدْ تَكَلَّمُوْا فِيْ اَحَادِيْثِ وَضْعِ الْاَبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَلَمْ يَصِحَّ شَيْءٌ مِنْهَا بِرِوَايَةٍ ضَعِيْفَةٍ اَيْضًا صَرَّحَ بَعْضُهُمْ بِوَضْعِ كُلِّهَا۔ ﴿انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کی تمام روایتوں پر محدثین نے جرح کی ہے۔ ان میں سے ایک روایت بھی ضعیف سند سے ثابت نہیں۔ بلکہ بعد محدثین نے اس قسم کی تمام احادیث کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے﴾

نماز اور روزہ کی نیت کو الفاظ سے ادا کرنا بدعت ہے

حدیث میں ہے۔ "**اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ**" ﴿یعنی اعمال کا اعتبار نیت پر ہے۔﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ ؒ کا مذہب یہ ہے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ایک وہ عبادت ہے جو اصل مقصد ہے۔جیسے نماز وغیرہ اس کی نیت کی ضرورت ہے۔بغیر نیت کے وہ صحیح نہیں۔دوسری وہ عبادت ہے۔جو اصل مقصد تو نہیں۔بلکہ اصل مقصد کے لئے وسیلہ ہے۔اس کے لئے نیت کا ہونا ضروری نہیں۔ بلا نیت وہ صحیح ہے۔ جیسے وضو اور غسل۔اگر نیت کے بغیر وضو اور غسل کر لیا جائے تو ان سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔امام ابوحنیفہ ؒ کا یہ مسئلہ ان کی اپنے رائے اور قیاس تک محدود ہے۔ادلہ شریعہ میں سے کوئی ایک دلیل اس مسئلہ کی مؤید نہیں ہے۔

اِنَّمَا الْاَ عْمَالُ بِا النِّیَّاتِ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔کہ نیت کے بغیر اعمال کا اعتبار نہیں۔وضو اور غسل بھی شرعی اعمال ہیں۔لہٰذا نیت کے بغیر ان کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

نیت کا معنی اب دیکھنا یہ ہے کہ نیت کا کیا معنی ہیں۔اور اس سے کیا مراد ہے؟ آیا وہ "مہارنی" مراد ہے۔ جو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے وقت پڑھی جاتی ہے۔یا اس سے کچھ اور مراد ہے؟

لغوی معنی منجد میں ہے۔ نَوٰی الشَّیْ ءَ قَصَدَهٗ وَ عَزَمَ عَلَيْهِ.

﴿یعنی کسی شے کی نیت کی۔اس کا معنی ہے۔کہ اس کا ارادہ کیا اور اس کے لئے عزم کیا۔﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاموس میں ہے نَوَی الشَّیْءَ قَصَدَهُ وَ عَزَمَهُ وَ مِنْهُ النِّيَّةُ فَاِنَّهَا عَزْمُ الْقَلْبِ وَ تَوَجُّهُهُ وَ قَصْدُهُ اِلٰی شَیْءٍ۔

﴿یعنی نَوَی الشَّی کا معنی اس کا قصد کرنا اور اس کے لئے عزم کرنا ہے۔ اس میں سے نیت ہے۔ اسکا معنی دل کا عزم اور اس کی توجہ کسی شے کا قصد کرنا ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ نیت کا لغوی معنی دل کے قصد اور ارادہ کا نام ہے۔﴾ (قاموس جلد نمبر ۱۰)

شرعی معنی فتح الباری میں ہے۔

وَالشَّرْعُ خَصَّصَهُ بِالْاِرَادَةِ الْمُتَوَجِّهَةِ نَحْوَ الْفِعْلِ لِاِبْتِغَاءِ رِضَاءِ اللّٰهِ وَ اِمْتِثَالِ حُكْمِهِ. (جلد اول ص)

﴿شریعت نے نیت کے لفظ کو حسب ذیل معنی کے لئے خاص کر دیا ہے﴾

"اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی کام کا ارادہ کرنا"

ہدایہ میں ہے۔ وَ النِّيَّةُ هِيَ الْاِرَادَةُ وَ الشَّرْطُ اَنْ يَّعْلَمَ بِقَلْبِهِ اَیَّ صَلٰوةٍ يُّصَلِّیْ اَمَّا الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ فَلَا مُعْتَبَرِيَةَ.

نیت ارادہ کا نام ہے۔ اور شرط یہ ہے۔ کہ نمازی دل سے جانتا ہو کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے۔ لیکن زبان سے نیت کرنا اس کا اعتبار نہیں۔ (ہدایہ اولین صفحہ نمبر ۹۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے آگے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے۔

وَيُحْسِنُ ذٰلِکَ لِاِجْتِمَاعِ عَزِيْمَتِهِ یعنی عزم کی پختگی کے لئے زبان سے نیت کرنا اچھی بات ہے صاحب ہدایہ کی یہ اپنی رائے ہے۔ شریعت اور لغوی معنی کے مقابلہ میں۔ اس کی رائے کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔

باید دانست کہ نیت کار دل است بزبان گفتن حاجت نبود و اگر زبان گویند و دل غافل باشد اعتبار نہ دارد و اگر فرضا نیت در دل حاصل گردد و زبان نیاید یا بزبان خلاف آں رود زیاں نکند۔

جاننا چاہئے کہ نیت دل کا فعل ہے۔ زبان سے ادا کرنے کی حاجت نہیں۔ اور اگر زبان سے نیت کرے۔ اور دل اس سے غافل ہو تو اس نیت کا اعتبار نہیں۔ اور نیت دل میں ہو۔ زبان سے ادا نہ ہو۔ یا زبان سے نیت کے خلاف کلمات نکلیں تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۱۹)

بعض فقہاء کا مذہب شیخ علیہ الرحمۃ نے نیت کے متعلق بعض فقہاء کا مذہب نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

فقہا گفتہ اند کہ اگر بزبان نیز گویند بہتر است و مستحب تا زبان با دل موافق و ظاہر و باطن مطابق بود و نیز تعقل معنی نیت و استحضار آں در دل بذکر الفاظ آسان گردد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہانے کہا ہے کہ اگر زبان سے بھی نیت کی جائے۔ تو بہتر اور مستحب ہے تا کہ زبان دل سے موافق اور ظاہر باطن کے مطابق ہو جائے۔ نیز نیت کا معنی اور دل میں اس کی حاضری نیت کو زبان سے ادا کرنے پر آسان ہو جاتی ہے۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۱۹)

فقہا کی یہ اپنی رائے ہے خیر قرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ محدثین نے اس رائے کی سخت تردید کی ہے۔

محدثان گویند کہ در ہیچ جا روایت از حضرت رسول اللہ ﷺ نیامدہ کہ نیت بزبان گفتے ہمیں قدر آمدہ است کہ چوں بنماز برخاستے اللہ اکبر گفتے۔ اگر چیز دیگر خواندہ بودے ہر آئینہ روایت نمودندے ﴿محدثین نے کہا ہے۔ کہ ایک بھی روایت ایسی نہیں ہے۔ کہ جس میں ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے زبان سے نیت کی ہے۔ بلکہ احادیث میں صرف اتنا ہی آیا ہے۔ کہ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

اگر آپ ﷺ نے تکبیر سے پہلے کچھ اور پڑھا ہوتا۔ تو اس کا ضرور بیان ہوتا۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۱۹)

اتباع اور سنت پس طریقہ سنت و اتباع آں است کہ ہم بر نیت اقتصار کند و اتباع ہم چنانکہ در فعل واجب است در ترک نیز مے باید پس آنکہ مواظبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماید بر فعل آنچہ شارع نکردہ باشد مبتدع بود کذا قال المحدثون۔

﴿پس سنت واتباع کا یہ طریقہ ہے کہ نیت صرف دل میں کرے۔ فعل میں جس طرح اتباع ضروری ہے۔ ترک میں بھی اتباع ضروری ہے۔ پس جو شخص ایسے کام پر مداومت کرتا ہے جو شارع نے نہیں کیا وہ بدعتی ہے (اشعۃ اللمعات)

علامہ عینی حنفیؒ آپ فرماتے ہیں۔

لَا عِبرَةَ بِا لذِّ کرِ بِا للِّسَانِ لِاَنَّهُ کَلَامٌ لَا نِیَّةٌ

﴿زبان سے نیت کرنے کا اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ زبان سے ذکر کرنے کا نام کلام ہے نیت نہیں ہے۔﴾ (شرح تحفہ)

فَا نْ فَعَلَهُ لِیَجْتَمِعَ عَزِیمَةً عَلَیهِ وَهُوَ حَسَنٌ وَ هُوَ مَعْنیٰ قَوْلِ الْمُصَنَّفِ اللَّفْظُ سُنَّةٌ.

﴿اگر عزم کی پختگی کے لئے کوئی شخص زبان سے نیت کرے۔ تو اچھا ہے۔ مصنف کے قول ''سنت'' کا بھی یہی معنی ہے۔ بعض فقہا نے زبان سے نیت کو سنت کہا ہے۔ اس سے ان کی مراد سنت نبوی نہیں۔ بلکہ بعض مشائخ کی سنت مراد ہے۔ اور وہ کسی کے نزدیک حجت نہیں۔

چنانچہ علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَقُوْلُ هٰذَا التَّاوِيْلُ لَا يَحْتَمِلُهُ لَفُظُ صَاحِبِ التُّحفَةِ وَالْاَوْلٰى اَنْ يُّاَوِّلَ بِمَا ذَكَرَ الشَّرُّ نْبَلَالِيُّ فِيْ مَرَاقِي الْفَلَاحِ مِنْ اَنَّ مَنْ قَالَ مِنْ مَشَائِخِنَا اَنَّ التَّلَفُّظَ سُنَّةٌ لَمْ يُرِدْ بِهِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ سُنَّةُ بَعْضِ الْمَشَائِخِ

﴿ میں کہتا ہوں کہ زبان سے نیت ادا کرنے کو سنت کہنا صاحب تحفہ کے الفاظ اس کا احتمال نہیں رکھتے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کی وہ تاویل کی جائے جو الشرنبلالی نے مراقی الفلاح میں کی ہے۔ کہ ہمارے فقہاء سے بعض نے جو یہ کہا ہے۔ کہ زبان سے نیت کرنا سنت ہے۔ اس سے مراد حضور ﷺ کی سنت نہیں بلکہ اس سے مراد ہمارے بعض مشائخ کی سنت ہے۔ (حاشیہ ہدایہ صفحہ نمبر ۹۶)

بدعت کا نقصان

بہر حال مروجہ نیت کا ثبوت خیر قرون میں نہیں ملتا بلکہ خیر قرون سے بہت بعد کی پیداوار ہے اور جس کام کا وجود خیر قرون میں نہ ہو اور دین میں اس کو گھسیڑ دیا جائے۔ تو وہ بدعت ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب بدعت رواج پاتی ہے تو سنت اٹھ جاتی ہے اگر باور نہ ہو تو ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ سنت کس طرح اٹھتی ہے

❶ تکبیر تحریمہ میں شامل ہونا امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا اور جب امام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرأت پڑھے تو اس کی قرأت سننا یہ سب سنت طریق ہے۔ بلکہ رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا یعنی جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو۔ اِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا۔ جب امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو مگر جو شخص مروجہ نیت زبان سے یا دل میں پڑھنے کا عادی ہے تو وہ ان سنتوں پر عمل کرنے سے محروم رہتا ہے۔ رکوع اس کا با اطمینان نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ نیت پڑھنے میں مصروف ہے اور یہ بھی فکر دامن گیر ہے کہ کہیں نیت پڑھتے پڑھتے رکوع فوت نہ ہو جائے۔ جلدی جلدی بلا سوچے سمجھے وہ نیت پڑھتا ہے اور اسی حالت میں وہ رکوع میں شامل ہوتا ہے۔ حالانکہ رکوع میں اطمینان کا حکم ہے اور بدعت کے ارتکاب کی وجہ سے وہ سنت پر عمل کرنے سے محروم ہے۔

حنابلہ کا مذہب مروجہ نیت کے متعلق حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

علامہ عینی حنفیؒ نے مرقات شرح مشکوۃ میں زاد المعاد سے یہ عبارت نقل کی ہے

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَمْ یَقُلْ شَیْئًا قَبْلَھَا وَلَا تَلَفَّظَ بِالنِّیَّۃِ الْبَتَّۃَ وَلَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ صَلٰوۃَ کَذَا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ اِمَامًا اَوْ مَأْمُوْمًا وَلَا قَالَ اَدَاءً وَلَا قَضَاءً وَلَا فَرْضَ الْوَقْتِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ هٰذَا عَشَرٌ بِدُعٌ لَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ اَحَدٌ قَطُّ وَلَا بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ وَلَا مُسْنِدٍ وَلَا مُرْسِلٍ لَفْظًاوَاحِدَةً مِنْهَا اَلْبَتَّةَ بَلْ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَلَا اسْتَحْسَنَهُ اَحَدٌ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَلَا الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ.

﴿یعنی رسول اکرم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس سے پہلے کچھ نہ کہتے اور نہ نیت کو الفاظ سے ادا کرتے اور نہ کہتے کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے منہ قبلہ کی طرف کرنے والا چار رکعت امام یا مقتدی اور نہ کہتے کہ ادا پڑھ رہا ہوں یا قضا پڑھ رہا ہوں۔ اور نہ یہ کہتے کہ فلاں فرضی نماز کا وقت ہے۔ یہ دس باتیں بدعت ہیں۔ ان میں سے ایک بات بھی رسول اللہ ﷺ سے کسی صحابیؓ نے نقل نہیں کی نہ سند صحیح سے نہ ضعیف سے نہ مرفوع سے اور نہ مرسل سے اور نہ آپ کے صحابہؓ کسی تابعی نے روایت کی ہے اور نہ اس کو تابعینؒ اور آئمہ اربعہ نے بنظر استحسان دیکھا ہے۔ (سعایہ حاشیہ ھدایہ)

جب صورت حال یہ ہے۔ تو جو لوگ نماز سے پہلے نیت کی مروجہ مہارنی پڑھتے ہیں چار رکعت نماز فرض یا نفل اللہ تعالیٰ کے لئے وقت فلاں نماز کا امام یا مقتدی منہ قبلہ کی طرف وغیرہ وغیرہ یہ مہارنی پنجابی میں ہو یا اردو میں فارسی میں ہو یا عربی میں اس کا ثبوت نہ حدیث میں ملتا ہے اور نہ صحابہؓ اور تابعینؒ کا عمل اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور نہ آئمہ اربعہؒ میں سے کسی امام نے اس کی اجازت دی ہے تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

ابن قیمؒ کی تحقیق جب یہ حقیقت ہے کہ کوئی کام ارادہ، قصد کے بغیر وجود میں نہیں آتا ارادہ ہی انسان کو کام کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ نیت تو پہلے ہی موجود ہے اس کے بعد نیت کرنا بھی ایک وہم ہے وضو کے لئے بیٹھنے کا مطلب اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ارادہ نے وضو کرنے پر اس کو آمادہ کیا ہے نماز کے لئے قیام اس کا یہی معنی ہے۔ کہ ارادہ اور نیت میں اس کو نماز پڑھنے کے لئے تیار کیا ہے۔ جب ارادہ پہلے ہی سے موجود ہے تو نیت پر نیت کرنی یا الفاظ سے نیت ادا کرنا ایک وہمی وسواسی اور بدعتی شخص کا کام ہے۔

علامہ تھانویؒ نماز کی شرائط کو بیان کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے۔

جس نماز کو پڑھنا چاہئے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے۔

(بہشتی زیور دوسرا حصہ صفحہ ۱۲۹)

وضو میں مختلف ادعیہ کا پڑھنا

عبادت میں وہ وضو داخل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ آپؐ نے کس طرح وضو کیا ہے؟ بے شمار صحابہؓ خصوصا حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن زیدؓ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ، نے وضو کر کے دکھایا ہے۔ اور بیان کیا ہے مگر ان کے وضو میں قطعاً ان ادعیہ کا ذکر نہیں۔ جو آج کل اعضاء دھوتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ البتہ وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ اور وضو سے فراغت پانے کے بعد درج ذیل کلمہ تشہد پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

ترمذی میں ہے کہ کلمہ شہادت کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ.

نسائی نے اس کے بعد اس کا اضافہ کیا ہے

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ.

نسائی کی اس بیان کی ہوئی حدیث کے متعلق اختلاف ہے۔ کہ مرفوع ہے۔ یا موقوف ہے صحیح یہی ہے کہ وہ موقوف ہے مذکورہ ادعیہ کے ماسوا جو ادعیہ وضو کے شروع میں یا اعضاء دھوتے وقت پڑھی جاتی ہیں وہ حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ ابن قیمؒ نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ اس قسم کی ادعیہ من گھڑت ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے نہ بیان کی ہیں اور نہ امت کو تعلیم دی ہے۔ لوگوں نے اپنی طرف سے بنا رکھی ہیں۔ چنانچہ بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد پڑھتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَهُوْرًا

کلی کرتے وقت پڑھتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ کَأْسًا لَا اَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَدًا.

اور بعض یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ تِلَاوَةِ کِتَابِکَ.

ناک میں پانی چڑھاتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنِیْ رَائِحَةَ نَعِیْمِکَ وَ جِنَانِکَ.

بعض لوگوں نے اس دعا کا ذکر کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ ارْزُقْنِیْ مِنْ نَعِیْمِهَا وَلَا تُرِحْنِیْ رَاحَةَ النَّارِ.

چہرہ دھوتے وقت کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ.

یا یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَ جْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِکَ وَ تَسْوَدُّ وَجْھِیْ بِذُنُوْبِیْ یَوْ مَ تَسْوَ دُّ وُ جُوْ ہُ اَعْدَا ئِکَ۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَا بِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَرَا ءِ ظَھْرِیْ۔

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَ بَشَرِیْ عَلَی النَّارِ وَ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْ مَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ

یا یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَ حْمَتِکَ وَ اَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَ کَاتِکَ۔

کانوں کا مسح کرتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔

پاؤں کو دھوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَا طِ یَوْ مَ تَزِ لُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔ اور بایاں پاؤں دھوتے وقت کی یہ دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ سَعْیًا مَشْکُوْرًا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَعَمَلًا مَقْبُوْلًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ.

وضو سے فراغت پانے کے بعد سورت قدر ایک یا دو یا تین مرتبہ پڑھی جائے۔ اس کے پڑھنے سے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ان تمام ادعیہ کا تذکرہ کبیری شرح (منیۃ المصلی) میں ہے اور لکھا گیا ہے کہ بعض سلف صالحین سے یہ ادعیہ منقول ہیں مگر امام نوویؒ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ حدیث اور صحابہؓ کے عمل میں اس قسم کی ادعیہ کا ثبوت نہیں ملتا۔

الٹے ہاتھوں سے گردن کا مسح

سر کے مسح کے بعد وضو میں الٹے ہاتھوں سے جو گردن کا مسح کیا جاتا ہے لوگ اس کو وضو کے آداب میں شمار کرتے ہیں۔ مگر ان کی یہ رائے درست نہیں اس لئے کہ اس کا ثبوت سنت صحیحہ اور تعامل صحابہؓ میں نہیں ملتا۔ البتہ دو ایسی حدیثیں ہیں۔ جن سے گردن کے مسح پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث طلحہ بن مصرف کی ہے۔ جو ان کے دادا سے مروی ہے۔

اَنَّهٗ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَأْسَهٗ حَتّٰى بَلَغَ الْقُذَالَ وَمَا يَلِيْهِ مِنْ مُقَدَّمِ الْعُنُقِ.

(یعنی اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مسح کرتے تھے حتی کہ گدی اور گردن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقدم حصہ کا مسح کیا﴾ (مسند احمد)

دو وجہ سے یہ حدیث استدلال کے قابل نہیں۔ پہلی وجہ ضعف سند کی ہے اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم راوی ہے جو ضعیف ہے یحیی بن قطان ابن مہدی، ابن معین، احمد بن حمل، آئمہ حدیث نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ نیز ابن قطان نے کہا ہے۔ کہ اس میں ایک راوی مصرف بن امر ہے جو مجہول الحال ہے۔

دوسری وجہ اس کا متن ہے بشرط صحت اس متن سے گردن کا مسح ثابت نہیں ہوتا۔ صرف اس بات کا علم ہوتا ہے کہ سر کے مسح کی انتہا گردن کا مقدم حصہ ہے یہاں تک رسول اللہ ﷺ نے سر کا مسح کیا ہے۔

دوسری حدیث ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جس شخص نے گردن کا مسح کیا اس کو قیامت کے دن طوق سے بچایا جائے گا۔ اس حدیث کے متعلق ابن صلاح نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف اس حدیث کو منسوب کرنا غلط ہے امام نوویؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ گردن کا مسح بدعت ہے۔

ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے۔

لَمْ يَصِحَّ اَنَّهُ فِیْ مَسْحِ الْعُنُقِ حَدِيْثٌ اَلْبَتَّةَ .

یعنی رسول اللہ ﷺ سے گردن کے مسح میں کوئی حدیث ثابت نہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے گردن کے مسح کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَسَحَ عَلٰى عُنُقِهِ فِي الْوُضُوْءِ بَلْ وَلَا رُوِيَ عَنْهُ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ بَلِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ الَّتِيْ فِيْهَا صِفَةُ وُضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَمْسَحُ عَلٰى عُنُقِهِ وَ لِهٰذَا لَمْ يَسْتَحِبُّ ذٰلِكَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَآءِ كَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَ اَحْمَدَ فِيْ ظَاهِرِ مَذْهَبِهِمْ.

وَمَنِ اسْتَحَبَّهُ فَاعْتَمَدَ فِيْهِ عَلٰى اَثَرٍ يُرْوٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَوْ حَدِيْثٍ ضَعِيْفٍ فَتَلَهُ اِنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ حَتّٰى بَلَغَ الْقُذَالَ وَ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَصْلَحُ عُمْدَةً وَلَا يُعَارَضُ مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْاَحَادِيْثُ وَمَنْ تَرَكَ مَسْحَ الْعُنُقِ فَوُضُوْءٌ صَحِيْحٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ.

❀ یہ بات صحیح ثابت نہیں ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت گردن کا مسح کیا بلکہ کسی صحیح حدیث میں اس کا نام ونشان تک نہیں۔ اوران احادیث میں بھی اس کا تذکرہ ہے جن میں آپ ﷺ کے وضو کا بیان ہے اس بناء پر امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، اور دیگر جمہور علماء نے گردن کے مسح کو غیر مستحب قرار دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے گردن کے مسح کو مستحب کہا ہے۔ اس نے حضرت ابو ہریرہؓ کے اثر یا اس حدیث پر اعتماد کیا ہے۔ جس میں ہے کہ آپؐ نے گدی اور مقدم گردن پر مسح کیا ہے۔ حال یہ ہے کہ اس قسم کی روایات قابل اعتماد نہیں نیز ان میں بمقابلہ صحیح حدیث استدلال کی قوت وصلاحیت نہیں ہے۔ بنا بریں اس شخص کا وضو صحیح اور درست ہے جس نے گردن کا مسح ترک کر دیا ہے۔ مختصر یہ کہ جن علماء نے گردن کے مسح کو مستحب کہا ہے۔ ایک تو ان کی یہ بات بلا دلیل ہے دوسرے گردن کا یہ مسح وہ ہے جو سر کے مسح کے لئے ایک قسم کا تتمہ ہے ﴾ (فتاوی ابن تیمیہؒ جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۸)

باقی رہا گردن کا وہ مسح جو سر کے مسح سے الگ الٹے ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ خیر قرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اس لئے اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں۔

﴿ قبر پر اذان ﴾

ہندو پاکستان میں یہ مسئلہ بھی رواج پا چکا ہے۔ کہ میت کو دفن کر کے قبر پر اذان دی جاتی ہے۔ یہ بھی بدعت ہے اس کا ثبوت زمانہ رسالت ﷺ و زمانہ صحابہؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ میں نہیں ملتا۔

اَنَّهُ لَا يُسَنُّ الْاَذَانُ عِنْدَ اِدْخَالِ الْمَيِّتِ فِيْ قَبْرِهِ كَمَا هُوَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُعْتَادُ لِاَنَّ وَ قَدْ صَرَّ حَ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ فَتَا وَاہُ بِاَنَّہٗ بِدْ عَۃٌ .

﴿میت کے دفن کے وقت قبر پر اذان کہنا مسنون نہیں ہے۔ جیسا کہ اب بعض لوگوں میں رواج ہے حافظ ابن حجرؒ نے اپنے فتاوی میں یہ صراحت کی ہے کہ یہ مروجہ اذان بدعت ہے (شامی جلد اول ۶۵۹ میں ہے)

حنفیہ کی کتاب درالبحار میں ہے۔

مِنَ الْبِدْ عِ الَّتِیْ شَا عَتْ فِی الْھِنْدِ الْاَذَ انُ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّ فْنِ. ﴿یعنی ان بدعات میں سے جو ملک ہند میں رائج ہوئی ہیں ایک بدعت یہ ہے۔ کہ دفن میت کے بعد قبر پر اذان کہی جاتی ہے۔﴾

بریلیوں کی کتاب جاء الحق صفحہ ۳۰۲ میں لکھا ہے۔

وَ قَدْ صَرَّ حَ ابْنُ حَجَرٍ بِاَ نَّہُ بِدْ عَۃٌ وَقَالَ مَنْ ظَنَّ اَنَّہُ سُنَّۃٌ فَلَمْ یُصِبْ . ﴿یعنی ابن حجرؒ نے صراحت کی ہے۔ کہ قبر پر اذان دینا بدعت ہے اور جس شخص نے کہا ہے کہ قبر پر اذان دینا سنت ہے اس نے غلطی کی ہے۔﴾

﴿ایک مجلس کی تین طلاق﴾

ایک مجلس میں طلاق دینے کی دو صورتیں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک صورت ایک صورت تو یہ ہے کہ طلاق دینے والا اپنی بیوی کو کہہ دے کہ "میں تجھ کو تین طلاق دیتا ہوں" یہ کلمہ اس نے صرف ایک بار کہا ہے۔

دوسری صورت دوسری صورت یہ ہے کہ طلاق دینے والا اپنی بیوی کو کہے کہ "میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں" یہ کلمہ اس نے اسی مجلس میں تین مرتبہ کہا ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق دینے کی پہلی صورت ہو یا دوسری صورت ہو بہر حال تین طلاق واقع ہو کر عورت حرام ہو جاتی ہے

اہل حدیث کا مسلک یہ ہے۔ کہ ایک مجلس کی تین طلاق دینے کی پہلی صورت ہو یا دوسری۔ اس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہو گی خاوند کی مرضی ہو تو عدت کے اندر رجوع کر کے بیوی کو اپنے گھر آباد کر سکتا ہے۔ ایک مجلس کی تین طلاق کے مسئلہ میں اہلحدیث کا مسلک صحیح اور درست ہے۔ اس لئے کہ طلاق کی جو پہلی صورت ہے اس میں تین طلاق واقع نہ ہونا ظاہر بات ہے اس لئے کہ طلاق دہندہ نے طلاق کا کلمہ صرف ایک بار کہا ہے اگر چہ اس نے طلاق کے ساتھ تین کا عدد بھی استعمال کیا ہے۔ مگر اس مقام پر عدد کا اعتبار نہیں ہوگا۔

کتاب وسنت میں اس کی مثالیں بیشتر پائی جاتی ہیں۔

مشتے نمونہ از خروارے چند ایک مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مثال: قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ ﴿۵ ط﴾ یعنی جو لوگ اپنی عورتوں کو عیب لگاتے ہیں اور سوائے ان کے اور کوئی گواہ نہیں تو اس حالت میں خود ہی چار مرتبہ شہادت دیں۔﴾

اس شہادت کی صورت یہ ہے کہ چار مرتبہ الگ الگ شہادت دی جائے۔ اگر کوئی شخص الگ الگ شہادت دینے کی بجائے یوں شہادت دے کہ میں چار مرتبہ شہادت دیتا ہوں۔ لیکن یہ کلمہ اس نے ایک مرتبہ کہا ہے تو اس کی یہ شہادت چار شہادت کے حکم میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس نے چار مرتبہ الگ الگ شہادت نہیں دی۔

دوسری مثال حدیث میں ہے۔

مَنْ قَالَ فِيْ يَوْمٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. یعنی اگر کوئی شخص ایک دن میں سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ کلمہ کہے تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اگر چہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ کلمہ سو مرتبہ الگ الگ کہنے کی بجائے اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کہا تو اس کو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کہنے کا ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کہنے کا ثواب ملے گا۔ اس لئے کہ اس نے یہ کلمہ صرف ایک مرتبہ کہا ہے سو مرتبہ نہیں کہا۔

وضاحت یہی حال اس شخص کا سمجھ لیجیے جو اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہوئے کہتا ہے کہ "میں تجھ کو تین طلاق دیتا ہوں"۔ چونکہ طلاق دہندہ نے یہ کلمہ صرف ایک مرتبہ کہا ہے اس لئے طلاق بھی ایک ہی واقع ہوگی۔

دوسری صورت ایک مجلس کی طلاق کی دوسری صورت جس میں خاوند کے یکے بعد دیگرے تین مرتبہ طلاق دینے کا ذکر ہے اس صورت میں بھی تین طلاق کی بجائے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اس کا ثبوت ایک تو مسلم کی صحیح حدیث میں ہے اور دوسرا ثبوت مسند احمد کی حدیث میں ہے۔

مسلم کی حدیث

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبِىْ بَكْرٍ وَ سَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ اَلطَّلَاقُ الثَّلٰثُ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدِ اسۡتَعۡجَلُوۡا فِیۡ اَمۡرٍ کَانَتۡ لَھُمۡ فِیۡهِ اَنَاۃٌ فَلَوۡ اَمۡضَیۡنَاهُ عَلَیۡھِمۡ فَاَمۡضَاهُ عَلَیۡھِمۡ.

﴿یعنی ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ زمانہ رسالت اور زمانہ خلافت ابی بکرؓ اور دو سال خلافت عمرؓ میں تین طلاق ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔ دو سال خلافت کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے طلاق کے مسئلہ (ایک ہی مجلس میں تین طلاق) میں عجلت سے کام لیا ہے، حالانکہ اس مسئلہ میں ان کے لئے مہلت ہے کاش کہ ہم تین جاری کردیں۔ چنانچہ انھوں نے تین طلاق کے واقع ہونے کا حکم جاری کردیا۔﴾ (مسلم ج۱،ص ۴۷۷)

مسلم کی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ زمانہ رسالت سے لیکر حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سال تک ایک مجلس کی تین طلاق ایک طلاق شمار ہوتی رہی حضرت عمرؓ نے جب یہ دیکھا کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں عجلت کی ہے یعنی تین طُہر میں الگ الگ تین طلاق دینے کی بجائے ایک ہی مجلس میں تین طلاق دینے لگے ہیں اور یہ عادت عام ہورہی ہے۔ تو انھوں نے لوگوں کو اس کام سے روکنے کے لئے یہ تمنا ظاہر کی کہ ہم بھی تین طلاق ہی جاری کردیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد انھوں نے تین طلاق کا حکم جاری کردیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کا شرعی حکم یہ ہے۔ کہ وہ ایک رجعی طلاق ہے اور حضرت عمرؓ نے جو ایک مجلس کے تین طلاق پر تین طلاق کے واقع ہونے کا حکم صادر فرمایا ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہ حکم سیاسی اور تادیبی تھا۔ تا کہ لوگ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے باز آجائیں۔

تعامل صحابہؓ

مسلم کی اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک بھی صحابیؓ ایسا نہیں ہے۔ جس نے خلافت ابو بکرؓ اور دو سال خلافت عمر تک اس مسئلہ کی مخالفت کی ہو بلکہ وہ تین طلاق کو ایک رجعی طلاق شمار کرتے تھے حنفیہ کا مسلک مسلم کی حدیث کے بھی خلاف ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کے اجماع کے بھی مخالف ہے حنفیہ نے حدیث مسلم کی صحت کا انکار تو نہیں کیا البتہ انھوں نے اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے تاویل کی ہے کہ: "دو سال حضرت عمرؓ کی خلافت تک ایک مجلس کی تین طلاق ایک طلاق شمار ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک طلاق کی تاکید میں دو طلاق دی جاتی تھیں۔ اس کے بعد لوگ ایک مجلس کی تین طلاق میں سے ایک طلاق کو مستقل قرار دیتے تھے لہٰذا حضرت عمرؓ نے تین طلاق کے مؤثر ہونے کا حکم جاری کر دیا۔ شرعی مسئلہ بھی اسی طرح ہے حضرت عمرؓ کا یہ حکم بھی شرعی حکم ہے۔

خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی نے اپنے کسی فتویٰ میں بھی اس تاویل کو تحریر فرمایا ہے اور مولانا مودودی صاحب نے بھی منصب رسالت نمبر میں ابن عباسؓ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا یہی مطلب بیان کیا ہے اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ ان کی تحقیق میں تقلید اچھی طرح کارفرما ہے۔ ورنہ جو لوگ علم حدیث کیساتھ ادنیٰ سی بھی مہارت رکھتے ہیں وہ کبھی بھی اس تاویل پر مصر نہیں رہ سکتے اسلئے کہ:

❶ کسی ایک صحیح حدیث اور کسی تاریخی واقعہ سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ زمانہ رسالت سے لیکر دو سال خلافت عمرؓ تک لوگ طلاق کی تاکید میں باقی دو طلاق دیتے تھے اور دو سال خلافت عمرؓ کے بعد لوگوں نے ایک مجلس کی ہر طلاق کو مستقل طلاق شمار کرنا شروع کر دیا تھا۔

❷ اگر یہ تاویل درست ہے تو اس کا یہ معنی ہے کہ حضرت عمرؓ کا حکم شرعی حکم ہے پھر اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے حکم صادر کرنے سے پیشتر اس حکم کے متعلق تمنا اور آرزو کا اظہار کیوں کیا۔ کیونکہ شرعی حکم صادر کرتے وقت تمنا کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ بلکہ تمنا اور آرزو سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ حکم شرعی نہیں بلکہ سیاسی اور تادیبی حکم ہے جو انھوں نے ایک مجلس کی تین طلاق سے روکنے کیلئے جاری کیا تھا۔

کون نہیں جانتا کہ غسل جنابت واجب ہے۔ اب امت میں سے کوئی شخص یہ تمنا کرتا ہوا کہے کہ "کاش کہ لوگوں پر ہم غسل جنابت واجب کر دیں"۔ اس کی یہ تمنا لغو ہے اس لیے کہ اس کی تمنا سے پہلے ہی شریعت نے غسل جنابت کو جنبی پر واجب کر دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اگر ایک مجلس کی تین طلاق کا تین مؤثر اور واقع ہونا شرعی مسئلہ ہے تو حضرت عمرؓ کی تمنا بے کار ہے اگر تمنا صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ حکم شرعی نہیں بلکہ سیاسی اور تادیبی ہے اور واقع میں بھی اسی طرح ہے۔

❸ اگر حضرت عمرؓ کا یہ حکم شرعی ہے تو پھر انھوں نے اس حکم کی نسبت اپنی طرف کیوں کی ہے؟ حضرت عمرؓ کا اس حکم کی نسبت اپنی طرف کرنا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کا یہ حکم شرعی نہیں تھا۔

❹ اگر حضرت عمرؓ کا یہ حکم شرعی تھا۔ تو پھر انھوں نے اس حکم سے رجوع کیوں کیا؟ چنانچہ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا نَدِمْتُ عَلٰی شَیْئٍ كَنَدَ امَتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ اَنْ لَّا اَكُوْنَ حَرَّمْتُ الطَّلَاقَ وَ عَلٰی اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَنْكَحْتُ الْمَوَالِیَ وَ عَلٰی اَنْ لَّا اَكُوْنَ قَتَلْتُ النَّوَائِحَ. (اغاثۃ اللھفان، ج۱، ص۳۵۱)

﴿حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو ندامت مجھے تین کاموں پر ہوئی ہے۔ وہ کسی کام پر نہیں ہوئی﴾

۱۔ کہ میں ایک مجلس کی تین طلاق کو تحریم قرار نہ دیتا ۲۔ غلاموں کو نکاح کرنے کا حکم صادر نہ کرتا ۳۔ اور نوحہ کرنے والیوں کو قتل کرنے کا حکم نہ دیتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اغاثہ کی اس عبارت سے بات بالکل صاف ہوگئی کہ حضرت عمرؓ کا یہ حکم شرعی نہیں تھا بلکہ سیاسی تھا اگر شرعی حکم ہوتا تو حضرت عمرؓ کو اس حکم کے جاری کرنے میں نہ ندامت ہوتی اور نہ ہی وہ حکم سے رجوع فرماتے۔

امام نوویؒ حنفیہ کے پاس تو ایک بھی صحیح حدیث نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ البتہ انہوں نے امام نوویؒ کی عبارت سے سہارا لیا ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ ابن عباسؓ کی حدیث کے متعلق علماء کے جوابات اور تاویلات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

فَالْاَصَحُّ اَنَّ مَعْنَاہُ اَنَّهُ كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاَمْرِ اِذَا قَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ وَلَمْ يَنْوِ تَاكِيْدًا وَلَا اِسْتِيْنَافًا بِحُكْمِ بِوُقُوْعِ طَلْقَةٍ لِقِلَّةِ اِرَادَتِهِمُ الْاِسْتِيْنَافَ بِذٰلِكَ فَحُمِلَ عَلَى الْغَالِبِ الَّذِىْ هُوَ اِرَادَةُ التَّاكِيْدِ فَلَمَّا كَانَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَثُرَ اِسْتِعْمَالُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ وَغَلَبَ مِنْهُمْ اِرَادَةُ الْاِسْتِيْنَافِ بِهَا حُمِلَتْ عِنْدَ الطَّلَاقِ عَلَى الثَّلٰثِ عَمَلًا بِالْغَالِبِ السَّابِقِ اِلَى الْفَهْمِ مِنْهَا.

﴿ یعنی شروع میں لوگ طلاق دیتے ہوئے استیناف کا ارادہ کم کرتے تھے۔ اس لیے لوگوں کو غالب عادت کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاق کو تاکید پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمول کیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے دور میں لوگ استیناف کا اکثر ارادہ کرتے تھے۔ اور ایک مجلس کی تین طلاق کا عام رواج ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کی غالب عادت کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاق پر محمول کیا گیا۔ ﴾ (مسلم، ج ص)

تبصرہ امام نوویؒ نے ابن عباسؓ کی بہت سی تاویلوں میں سے مذکورہ بالا تاویل کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن امام نوویؒ کا یہ اپنا خیال ہے جو ہمارے نزدیک ابن عباسؓ اور رکانہؓ کی حدیث اور حضرت عمرؓ کے رجوع کی روشنی میں ناقابل اعتماد ہے۔

حدیث رکانہؓ ایک مجلس کی تین طلاق ایک رجعی طلاق کے حکم میں ہے اس کا ثبوت رکانہؓ کی حدیث سے بھی پایا جاتا ہے چنانچہ مسند احمد میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ طَلَّق رُکَانَۃُؓ بْنُ عَبْدِ یَزِیْدَ اَخُوْبَنِی الْمُطَّلَبِ اِمْرَاتَہٗ ثَلَاثًا فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزَنَ عَلَیْھَا حَزْنًا شَدِیْدًا فَسَأَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ طَلَّقْتَھَا قَالَ طَلَّقْتُھَا ثَلَاثًا قَالَ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّمَا تِلْکَ وَاحِدَۃٌ" فَارْجِعْھَا اِنْ شِئْتَ قَالَ فَرَاجَعْتُھَا قَالَ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ یَرَی اَنَّ الطَّلَاقَ عِنْدَ کُلِّ طُھْرٍ۔

﴿یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رکانہؓ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس میں تین طلاق دیں۔ اس کے بعد وہ غمگین ہوا رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے کس طرح طلاق دی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے تین طلاق دی تھیں آپ ﷺ نے پوچھا کہ ایک ہی مجلس میں؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں ایک ہی مجلس میں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر یہ تین نہیں ایک ہی طلاق ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس سے رجوع کر لے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر اس نے رجوع کر لیا۔ ابن عباسؓ کی یہ رائے ہے کہ طلاق ہر طہر میں ہونی چاہیے۔

(مسند احمد، ج ، ص)

تبصرہ رکانہؓ کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔

اعتراض نمبر ۱ لیکن منکرین نے رکانہؓ کی حدیث کے متعلق ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ اس کی سند میں محمد اسحاق ہے اس میں اور اس کے استاد میں اختلاف کیا گیا ہے۔ جس بنا پر یہ حدیث قابل اعتماد نہیں۔

جواب مگر ان کا یہ اعتراض اس لیے درست نہیں کہ بہت سے مسائل کا استدلال خود حنفیہ نے ایسی احادیث سے کیا ہے۔ جن کی اسناد ایسی ہیں جیسی حدیث رکانہؓ کی سند ہے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی نکاح اول کے ساتھ ابی العاص کے حوالہ کر دی تھی جب حنفیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس حدیث کو تسلیم کر لیا ہے۔ تو پھر حدیث رکانہؓ کو تسلیم کرنے سے گریز کیوں؟

دوسرا اعتراض دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ اس حدیث کے راوی ابن عباسؓ ہیں۔ اور ابن عباسؓ کا فتویٰ ان کی اپنی روایت کے خلاف ہے۔

جواب مگر ان کا یہ اعتراض بھی درست نہیں۔ اس لیے راوی کی روایت کا اعتبار ہوگا۔ روایت کے مقابلہ میں فتویٰ کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ فتویٰ میں اجتہاد کو دخل ہے اور اجتہاد میں خطا و نسیان کا احتمال ہے۔

تیسرا اعتراض تیسرا اعتراض یہ ہے کہ ابوداؤد نے اس حدیث کو ترجیح دی ہے۔ جس میں طلاق البتہ کا ذکر ہے اور رکانہؓ کی تین طلاق والی حدیث کو مرفوع قرار دیا ہے۔

جواب مگر ان کا یہ اعتراض بھی درست نہیں۔ اس لئے کہ رکانہؓ کی طلاق ثلاثہ والی حدیث جو ابوداؤد میں ہے۔ اس کے راوی مجہول الحال ہیں۔ لیکن ہم نے رکانہؓ کی جو حدیث بیان کی ہے وہ مسند احمد کی حدیث ہے جو حسن صحیح ہے

چوتھا اعتراض یہ ہے۔ کہ ایک مجلس کی تین طلاق کا ایک طلاق شمار ہونا یہ شاذ مذہب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب مگران کا یہ اعتراض بھی درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ مذہب صرف ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نہیں حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہم آئمہ کا مذہب کتب احادیث میں بھی منقول ہے۔ کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک رجعی طلاق کے حکم میں ہیں۔

تابعین

میں سے عکرمہ، طاؤس، تبع تابعین میں سے محمد بن اسحاق کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

ابن خلاب کی شرح التفریع میں التلمسانی نے بیان کیا ہے۔ کہ امام مالکؒ کے بعض اصحاب کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

ابوبکر الرازی نے محمد بن مقاتل سے بیان کیا ہے۔ کہ بعض حنفیہ نے بھی یہ فتویٰ دیا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے ارشاد کے مطابق بعض حنابلہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ لہٰذا حنفیہ کا یہ کہنا کہ "یہ مذہب شاذ ہے" درست نہیں۔

نکاح شغار

نکاح وٹہ

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے نَصِیحَةٌ وَ تَنْبِیهٌ ایک مختصر عربی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ مرتب کیا ہے جس میں نکاح کے ناپسندیدہ مسائل بیان کیے گیے ہیں اور حکومت سعودیہ نے اس کو شائع کیا ہے۔ زیر نظر مضمون بھی رسالہ ہذا کے بعض حصہ کا اردو ترجمہ ہے۔ مترجم (ابوسلام محمد صدیقؒ)

جاہلیت میں نکاح کی وہ صورتیں جن کو اسلام نے حرام اور باطل قرار دیا ہے ان میں سے ایک صورت نکاح شغار کی ہے ہماری زبان میں اسے نکاح وٹہ کہا جاتا ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ میں اپنی بیٹی یا بہن یا کسی رشتہ دار عورت کا نکاح تجھ سے کر دیتا ہوں۔ بشرطیکہ تو اس کے بدل میں اپنی بیٹی یا بہن یا اپنی تعلق دار عورت کا نکاح مجھ سے کر دے۔ یا۔ میرے بیٹے یا بھتیجے سے اپنی بیٹی یا بہن یا بھتیجی کا نکاح کر دے۔ نکاح کے تبادلہ کی یہ قسم نکاح وٹہ ہے۔ اس نکاح میں مہر کا ذکر ہو یا نہ، ہر دو حالت میں نکاح فاسد اور باطل ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے اس نکاح سے منع فرمایا ہے جس کام سے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ منع فرما دیں اس کام سے رک جانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.

﴿کہ ہمارا رسول ﷺ جو تم کو دے وہ لے لو اور جس کام سے روکتا ہے رک جاؤ﴾ (سورۃ آیت)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل حدیث ابن عمرؓ بخاری اور مسلم میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار (وٹہ) سے منع فرمایا ہے اور آپ نے فرمایا ہے

حدیث ابی ہریرہؓ صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار (وٹہ) سے منع فرمایا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ نکاح شغار یہ ہے: یَقُوْلُ الرَّجُلُ زَوِّجْنِیْ اِبْنَتَکَ وَ اُزَوِّجُکَ اِبْنَتِیْ اَوْزَوِّجْنِیْ اُخْتَکَ وَ اُزَوِّجُکَ اُخْتِیْ. ﴿یعنی ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ تو مجھ کو اپنی بیٹی کا نکاح دے میں تجھ کو اپنی بیٹی کا نکاح دوں گا۔﴾

یا۔ تو اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کر دے اور میں اپنی بہن کا نکاح تجھ سے کر دوں گا۔ یہ نکاح وٹہ جاہلیت کا نکاح ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ

لَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ یعنی اسلام میں وٹہ کا نکاح نہیں ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح وٹہ حرام ہے اور یہ نکاح اللہ تعالیٰ کی شریعت اور دین کے سرا سر خلاف ہے۔

شبہ نکاح وٹہ کے متعلق ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ کی حدیث یہ ہے کہ نکاح وٹہ وہ ہے جس میں مہر نہ ہو۔

جواب شبہ مگر یہ شبہ اس لیے درست نہیں ہے کہ نکاح وٹہ کی یہ تفسیر نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے کی ہے اور نہ کسی صحابی نے کی ہے بلکہ یہ تفسیر نافع کی ہے جو تابعی ہے جو اس حدیث کا راوی ہے رسول اللہ ﷺ نے نکاح وٹہ کی تفسیر میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پر کرتا ہے کہ دوسرا شخص تبادلہ میں اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح اس سے کر دے رسول اللہ ﷺ نے قطعاً یہ بیان نہیں فرمایا کہ اگر مہر نہ ہو تو نکاح وٹہ ہے اور اگر مہر ہو تو وٹہ نہیں ہے۔ بلکہ حدیث سے یہ ثابت ہے کہ مہر کے ہونے سے نکاح وٹہ کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ علاوہ ازیں نکاح وٹہ میں الگ الگ مہر بھی مقرر کرایا جائے تو اس سے وہ خرابی اور برائی دور نہیں ہو سکتی جو نکاح وٹہ سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً:

www.KitaboSunnat.com

نکاح وٹہ کی خرابی نمبر ۱ نکاح وٹہ کی ایک خرابی تو یہ ہے کہ بعض وقت عورت کو ایسے شخص کے ساتھ نکاح کر لینے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کو قطعاً پسند نہیں کرتی

نکاح وٹہ کی دوسری خرابی دوسری خرابی یہ ہے کہ نکاح وٹہ میں ولی اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے اور عورت کے مفاد کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ جو اسلامی نکاح کی روح کے خلاف ہے۔

نکاح وٹہ کی تیسری خرابی تیسری خرابی یہ ہے کہ نکاح وٹہ میں بسا اوقات عورت اپنے اس مہر سے بھی محروم ہو جاتی ہے جو شریعت نے اس کے لیے تجویز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہوتا ہے۔

نکاح وٹہ کی چوتھی خرابی یہ ہے کہ ایک عورت کی آبادی و بربادی کا انحصار دوسری عورت کی آبادی و بربادی پر ہوتا ہے۔ جو پرلے درجے کی جہالت ہے

نکاح وٹہ کی پانچویں خرابی پانچویں خرابی یہ ہے کہ نکاح وٹہ میں بسا اوقات ہر دو گھر فتنہ وفساد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں مہر ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار (وٹہ) سے منع فرمایا ہے۔اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ جو مسند احمد اور ابوداؤد میں بسند صحیح موجود ہے کہ عباس بن عبداللہؓ نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمٰن بن الحکم سے کیا اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح عباس بن عبداللہ سے کر دیا اور دونوں نے مہر بھی مقرر کیا۔ مگر جب حضرت معاویہؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے مدینہ کے گورنر مروان بن الحکم کو حکم دیا کہ ہر دو نکاح میں تفریق کر دی جائے اس لئے کہ یہ وہی نکاح وٹہ ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

خلاصہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ مہر ہونے سے نکاح وٹہ کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نے مہر ہونے کے باوجود تفریق کا حکم دیا۔حضرت معاویہؓ صحابی ہیں۔ اور وہ عربی لغت کے ماہر اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے مزاج شناس ہیں لہٰذا نکاح وٹہ کی بیان کردہ ان کی تفسیر کو نافع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی کی تفسیر کے مقابلہ میں ایک اہمیت حاصل ہے۔

مروجہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام میں عید کے دو دن ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ان ہر دو کے سوا عید کا کوئی تیسرا دن نہیں۔جس میں اسلامی شان و شوکت کی دعوت ہو اور ان میں عبادت کرنے کی اجازت ہو۔لیکن دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ بعض لوگ ہر سال بارہ ربیع الاول کو عید کا دن مناتے ہیں۔کہ اس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اس دن میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہیں اور یہ عقیدہ رکھ کر قیام کرتے ہیں کہ اس مجلس میں آپ کی روح مبارک حاضر ہے۔بعض لوگ عید کی نماز پڑھتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں، ڈھول بجتے ہیں، ناچ گانا ہوتا ہے، رات کو چراغاں ہوتا ہے، قوالی ہوتی ہے اللہ جانے کیا کیا غیر شرعی حرکات ہوتی ہیں کہ اسلام ان کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کرتا۔اس لیے یہ مروجہ میلاد نہ صرف ناجائز، بدعت بلکہ یہ شرک ایسے کبیرہ گناہ سے ملوث ہے ناجائز اور شرک ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے۔کہ اس دن میں ایسی حرکات کی جاتی ہیں جن کو شریعت نے ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ اور محفل میلاد میں یہ تصور کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح حاضر ہے، شرک ہے۔بدعت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نہ زمانہ رسالت میں اور نہ صحابہؓ کے دور میں اور نہ تابعینؒ اور نہ تبع تابعین کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی آئمہ اربعہ میں سے کسی امام نے اس دن کو عید اور خوشی کا دن قرار دے کر غلط قسم کی حرکات کا ارتکاب کیا ہے۔

انبیاء علیہ السلام نے ولادت کا دن نہیں منایا

اگر عید میلاد النبی کا منانا کوئی شرعی اور اسلامی مسئلہ ہوتا تو انبیاء ایک دوسرے نبی کی ولادت ضرور مناتے اور اس کو عید کا دن مقرر فرماتے۔ صحابہ کرام و آئمہ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان نبوت میں بارہ ربیع الاول کا دن کم از کم ۲۳ بار آتا ہے۔ آپ اس دن کو مناتے اور اپنے صحابہؓ کو اس کے منانے کی ہدایت کرتے۔ تابعینؒ تبع تابعینؒ اور آئمہ اربعہ اور دیگر آئمہ دین اس دن کو منانے میں کبھی غفلت نہ کرتے اس لیے محبت و عقیدت اتباع سنت کا جو جذبہ سلف کے قلوب و اذہان میں پایا جاتا ہے امت کے باقی لوگوں میں نہیں پایا جاتا حقیقت یہ ہے۔ کہ خیر قرون میں بلکہ خیر قرون کے تین سو سال بعد تک اس کا نشان تک نہیں ملتا۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موجد

الملک المظفر ابوسعید کوکبری کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ ہر سال ربیع الاول میں محفل میلاد منعقد کرتا تھا۔ اس کا لقب المظفر کنیت ابوسعید اور نام کوکبری ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا سن وفات ۶۳۰ھ ہے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ میلاد کے وقت اس کے دستر خوان پر بکری کے بھنے ہوئے سر اور دس ہزار مرغی اور ایک لاکھ مکھن کے پیالے اور تیس ہزار حلوہ کی رکابی کا اہتمام ہوتا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص میلاد النبی پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ اس محفل میں درباری، سرکاری علماء اور صوفیہ شرکت کرتے تھے۔ صوفیہ کے لیے ظہر سے فجر تک مجلس سماع قائم ہوتی تھی جس میں وہ خود شریک ہوتا تھا۔ سماع کے وقت صوفیہ کے ہمراہ اور خود رقص کرتا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی یادگار یہ چھٹی صدی کا مسئلہ ہے۔ دین کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ بدعت ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳، صفحہ ۱۳۶)

حافظ ابوبکر بغدادی کا فتویٰ: آپ فرماتے ہیں

اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلُوْدِ لَمْ یُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ وَلَا خَیْرَ فِیْ مَالَمْ یَعْمَلِ السَّلَفُ. ﴿ یعنی مجلس میلاد سلف سے منقول نہیں اور جس کام کو سلف نے نہ کیا ہو اس میں کوئی خیر نہیں۔

علامہ حسن بن علیؒ علامہ حسن بن علی نے طریقۃ السنۃ میں لکھا ہے۔

لَا اَصْلَ لَهٗ فِی الشَّرْعِ بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ "مَذْمُوْمَةٌ"

یعنی شرع میں اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ وہ مذموم بدعت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ عبدالرحمٰن مغربی حنفیؒ نے لکھا ہے۔

اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ یعنی مجلس مولود بدعت ہے۔

شیخ علاؤالدین کا فتویٰ الشیخ علاؤالدین نے کتاب شرح البعث میں لکھا ہے: مَا یُحْتَفَلُ لِمَوْلِدِهِ بِدْعَةٌ یُذَمُّ فَاعِلُهَا.

اس محفل کا انعقاد بدعت ہے اس کے منانے والے بدترین لوگ ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ آپ فرماتے ہیں۔

لَمْ یُنْقَلْ عَنْ اَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ.

محفل میلاد بدعت ہے، سلف صالحین سے ثابت نہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ آپ فرماتے ہیں۔ جو کچھ بندہ کو مشاہدہ ہے وہ یہ ہے۔ کہ مولود کو سننے والے اور مشغوف مجالس مولود صدہا ہوتے ہیں۔ کہ ان میں ایک بھی سنت کا متبع اور محبؐ نہیں ہوتا اور عمر بھر مولود سننے سے محبت رسول اللہ ﷺ اور محبت سنت ذرہ بھر بھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ بے اعتنائی عبادت اور سنن سے بے رغبتی ان کے جی میں آجاتی ہے۔ نیز انھوں نے فتویٰ میں لکھا ہے:

ایسی مجلس ناجائز ہے۔ اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے۔ اور خطاب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جان کر کرے تو کفر ہے اور ایسی مجلس میں جانا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک ہونا ناجائز ہے۔ (تذکرۃ الرشید، ج۱، ص ۱۲۸)

مولانا اشرف علی تھانویؒ آپ نے اپنے رسالہ طریقہ مولد میں لکھا ہے۔ایسی مجلس بالکل ناجائز اور گناہ ہے۔

تاریخ ولادت میں اختلاف

نیز ولادت کا تعلق دن اور تاریخ سے ہے۔ مسلم میں حدیث ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت جس دن ہوئی وہ سوموار کا دن ہے۔مگر تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے البدایہ والنہایہ میں ہے بعض کی رائے ہے کہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ ہے۔

ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں بیان کیا ہے۔کہ واقدی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔بعض نے کہا ہے کہ ربیع الاول کی آٹھ تاریخ ہے۔ حمیدیؒ نے ابن حزم سے یہ تاریخ بیان کی ہے۔بعض کا خیال ہے کہ دس تاریخ تھی۔ابن وحیدؒ نے اس کو بیان کیا ہے۔ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ وہ بارہ تاریخ ہے بعض شیعہ کا خیال ہے کہ ربیع الاول کی ۱۷ تاریخ تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ ۲۲ ربیع الاول تھی۔ابن حزم نے کہا ہے کہ دلائل کی رو سے صحیح ثابت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت آٹھ ربیع الاول کو ہوئی ہے جب تاریخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تعین میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے تو پھر بارہ تاریخ کو آپ کی ولادت باسعادت کا قطعی دن مقرر کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

امام غزالیؒ اور حنفیہ کی نماز

امام غزالیؒ نے لکھا ہے۔

جب کسی کم فہم اور عامی شخص کو وہ نماز پڑھ کر دکھائی جائے جس کی اجازت کتب فقہ حنفیہ سے ملتی ہے تو وہ اس کو قطعاً پسند نہیں کرے گا۔

کتب فقہ کی روشنی میں حنفیہ کی نماز

کتب فقہ حنفیہ میں ہے کہ جو شخص شربت کے پانی میں غوطہ مارتا ہے اور کتے کے رنگے ہوئے چمڑے کا لباس پہنتا ہے نیت نہیں کرتا۔ بجائے اللہ اکبر کے اس کا ہندی یا ترکی میں ترجمہ کرتا ہے۔ مُدْ هَامَتَانِ پڑھنے کی بجائی اس کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔ رکوع نہیں کرتا سجدہ میں دو ٹھنگورے مارتا ہے ان کے درمیان وقفہ نہیں کرتا، تشہد نہیں پڑھتا، سلام کی بجائے عمداً حدث یعنی پادو غیرہ مارتا ہے، فقہ حنفیہ کی رو سے ایسے شخص کی نماز صحیح ہے۔ اگر بے خبری میں حدث ہو جائے تو نماز کے درمیان وضو لوٹائے اور اس کے بعد عمداً حدث کرے۔ اس لیے کہ پہلے حدث کے وقت اس کی نیت کو دخل نہیں تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب فقہ میں حنفیہ کی نماز

۱۔ وضو میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ترتیب فرض نہیں ملاحظہ ہو۔

(ھدایہ جلد اول ص ۲۲)

۲۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نبیذ سے وضو جائز ہے۔

(ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیر جلد اول ص ۲۱)

نوٹ (نبیذ وہ پانی ہے جس میں کھجوریں بھگو کر رکھی جائیں اور پانی شربت کی مانند میٹھا ہو جائے۔)

۳۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وضو میں نیت فرض نہیں ہے۔

(ملاحظہ ہو شرح وقایہ جلد اول ص ۶۱)

۴۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کتا یا وہ جانور جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے تو اس کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے یا ذبح نہ بھی کرے اور چمڑا رنگ لیا جائے تو وہ چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو منیۃ المصلی ص ۶۴)

۵۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک کتا نجس العین نہیں اس کے چمڑے کا ڈول اور مصلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا جاسکتا ہے۔ (ملاحظہ ہو الدر المختار بر حاشیہ فتاوی شامی جلد اول ص ۱۴۵)

۶۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کی بجائے اگر نماز میں داخل ہونے والا اس کا ترجمہ دنیا کی کسی زبان انگریزی، جرمنی، ہندی، سنسکرتی یا عربی میں ہی اس کا میں ترجمہ کیا جائے تو وہ نماز میں داخل ہو جائے گا

(ھدایہ جلد اول ص ۱۰۱)

۷۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت کی تلاوت کرنا فرض ہے وہ آیت چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ (ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری جلد اول ص ۶۹)

۸۔ اگر ایک شخص رکوع نہیں کرتا بلکہ قیام سے سجدے کی طرف گر جاتا ہے اور وہ بھی اونٹ کی طرح اور خلاف سنت تو اس کا یہ جھکنا ہی رکوع کے قائم مقام ہوگا اور نماز ہو جائے گی۔ (ملاحظہ ہو فتاوی عالم گیری جلد اول ص ۷۰)

۹۔ جو شخص سجدے میں قرار نہیں پکڑتا بلکہ دو دفعہ اپنا ماتھا زمین پر مار دے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک سجدہ ہو جائے گا۔ (ملاحظہ ہو نور الانوار ص ۱۹)

۱۰۔ جلسہ استراحت جو دو سجدوں کے درمیان ہوتا ہے لازم نہیں ہے۔

(ملاحظہ ہو ھدایہ جلد اول ص ۷۶)

۱۱۔ فقہ حنفیہ کی رو سے سجدہ میں دونوں ہاتھ اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا فرض نہیں ہے اس کے بغیر سجدہ ہو جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ھدایہ جلد اول ص ۱۰۸، ۱۰۹)

۱۲۔ تشھد اور درود پڑھنا بھی فقہ حنفیہ میں فرض نہیں۔ (ملاحظہ ہو ھدایہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۳۔امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تشہد کے بقدر بیٹھے رہنا فرض ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے لئے نماز کے منافی کوئی کام کرنے سے نماز سے فارغ ہو جائے گا یعنی اس کی نماز ہو جائے گی۔ (ملاحظہ ہو منیۃ المصلی ص ۱۲۴)

محترم قارئین

جس نماز کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں کیا گیا ہے یہ خلاف سنت ہے اس لئے امام غزالیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے اس مسلک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ایسی نماز نصوص شرعیہ کے خلاف ہے اس لئے کہ قیام، رکوع، سجود، قومہ، قعدہ وغیرہ سے لغوی مفہوم ہی مراد نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مخصوص معنی کے لئے ان کو استعمال کیا ہے نیز آپ نے صحابہ اکرامؓ کو خطاب کر کے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

محترم بھائیو

جس طرح فقہ حنفیہ کی رو سے قیام، رکوع، قومہ کے کم سے کم مفہوم نکلتے ہیں جن میں اعتدال اطمنان نہیں ہوتا اس طرح رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اپنی زندگی میں نماز نہیں پڑھی اللہ رب العزت نے جس نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اس میں اعتدال، اطمنان، قرأت قرآن، اَدعیہ واذکار ماثورہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اسی طریقے کو اپنانا چاہئے اور اور سلطان محمود کا واقعہ قابل غور ہے۔

قابل غور بات

امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک الجوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق میں لکھا ہے سلطان محمود سبکتگین جو کہ حنفی مذہب پر تھا اس کو علم حدیث کا بڑا شوق تھا اس کے آگے کتب احادیث پڑھی جاتی تھیں اور وہ دیکھتا تھا کہ اکثر مسائل میں احادیث امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق ہیں ایک دن انہوں نے حنفی اور شافعی فقہاء کو جمع کیا۔

قفال مروزی نے پہلے امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق دو رکعت نماز پڑھ کر دکھائی جس میں طہارت، سترہ، استقبال قبلہ کا پورا خیال رکھا اور ارکان ھیات سنن آداب پورے کیئے اور کہا کہ امام شافعیؒ اس سے کم تر نماز کو جائز نہیں سمجھتے اور پھر امام ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق جو نماز کم سے کم جائز بن سکتی ہو اس کے مطابق دو رکعت پڑھ کر دکھائیں۔ کتے کا رنگا ہوا چمڑا پہنا اس کا چوتھا حصہ نجاست سے آلود کر لیا کھجور کے نبیذ سے وضو کیا وضو میں ترتیب کا لحاظ نہ کیا قبلہ کی طرف توجہ کی وضو میں نیت نہیں کی فارسی میں اللہ اکبر کا ترجمہ کیا اور ایک آیت کا فارسی میں ترجمہ کیا یعنی دو برگ سبز پھر مرغی کی طرح دو ٹھونگیں ماریں دونوں سجدوں میں فاصلہ نہیں کیا تشہد نہیں پڑھا آخر میں سلام کی نیت کے بغیر گوز (یعنی پاد مار دیا) کیا اور کہا اے بادشاہ یہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق کم سے کم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز ہے اس کے بعد بادشاہ نے تحقیق کی اور کم سے کم امام ابو حنیفہؒ کی نماز یہی ثابت ہوئی اور اس نے یہ مسلک ترک کردیا اور امام شافعیؒ کا مسلک اپنایا۔

(ملاحظہ ہو وفیات الاعیان للقاضی ابن خلقام وفیات الاعیان ص ۱۸۰،۱۸۱ ص ۵)

الحمد اللہ اھل الحدیث جو نماز ادا کرتے ہیں اس کا ہر ایک عمل رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ لہذا ہم قارئین سے گذارش کرتے ہیں کہ فقہ حنفیہ کی کتب سے ان حوالہ جات کی تحقیق کر کے اپنی نماز کو رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق بنائیں۔ اور مذکورہ نماز سے اجتناب کریں جس کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں ثبوت نہیں ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

100
70

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت العلام ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی

دیگر تصانیف

فتاویٰ اہلحدیث
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

بلوغ المرام
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

تعلیم الاحکام
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

تعلیم الفرائض
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

حج وعمرہ
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

حضرت عائشہ کی عمر
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

تحقیق المسائل فی میزان الدلائل
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ایک مجلس کی تین طلاقیں
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

جزء رفع الیدین
مرتبہ:
ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ
ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا